

Episode 32 to 33

کراچی کے علاقے شاہ فیصل ٹاؤن میں ایک دو منزلہ عمارت تھی، جس کی حالت کافی حد تک درست تھی، اس عمارت کی دوسری منزل پر ایک کمرے کی کھڑکی سے سورج کی دھوپ اندر ٹیبل پر رکھے نیوز پیپر گر رہی تھی، جس پر 14 اپریل 2003 کی تاریخ درج تھی، صوفے پر بیٹھی ایک لڑکی رو رہی تھی، اور پروفیسر وہاج حمدانی اسکے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، وہ کافی جوان تھے، ان کی بیگم ان کے ساتھ تھی، اور سامنے بیٹھی لڑکی کو وہ روتے ہوئے دیکھ رہے تھے، ”بھائی میں نے اپنی زندگی خود برباد کر دی!“ اسنے روتے ہوئے کہا، پروفیسر وہاج نے تاسف سے اس لڑکی کو دیکھا، پھر اپنی بیگم کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اس کو پانی پلائے، بیگم بھی نگاہوں کا اشارہ سمجھتے ہی فوراً پانی کا گلاس لے آئی،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

”سفیان اچھا لڑکا ہے، اور تمہیں کچھ علی کا بھی خیال کرنا چاہیے یوں چھوڑ دینے سے معاملات سلجھ تو نہیں جائیں گے“ انہوں نے پانی کا گلاس اسکی طرف بڑھایا، وہ عورت ہچکیوں سے رو رہی تھی،

”نہیں بھائی، میں اپنے بچے کو ان حیوانوں کے بیچ نہیں چھوڑ سکتی! اور سفیان، وہ بھی میری بات نہیں سمجھ رہے، وہ کہتے ہیں اپنے بھائی کو نہیں چھوڑیں گے!“ اس لڑکی نے پانی کا گلاس ہاتھ سے پیچھے کیا، اور روتے ہوئے اپنا موقف رکھا،

اسکی آنکھیں علی جیسی تھیں،

یابہ کہا جائے کہ علی کی آنکھیں اس کی طرح تھیں،

رنگ صاف اور لمبے بال،

جو گھٹنوں سے بھی نیچے تھے،

دبلی پتلی سی تھی وہ عورت، اسے عورت کہنا نا انصافی ہی تھی، کیونکہ وہ ابھی بھی اٹھارہ برس کی لگتی تھی،

وہاج حمدانی خاموش ہو گئے، اور اسے دیکھتے رہے،

”وہ کیسے اپنے بھائی کو چھوڑ دے؟“

”کیا تم مجھے چھوڑ سکتی ہو؟“

ٹھنڈے مزاج اور دھیمے لہجے میں سوال کیا گیا،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

وہ ایک پل کے لیے لاجواب ہو گئی،

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

تمہارے ہیں لائبر سمیع

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

”مگر بھائی آپ اسکی طرح مافیا کے کارندے نہیں ہیں“ کچھ لمحے بعد اسنے اپنی طرف سے ایک مضبوط دلیل دی،
پروفیسر کچھ کہہ نہ سکے،
”تو تمہارا بیٹا علی! اور تمہاری بیٹی زینب! کیا کرو گی تم ان دونوں کا؟؟“ اسنے بستر پر جھولے پر لیٹی آنکھیں بند کی ہوئی
زینب کو دیکھا،
وہ دو مہینے کی بچی تھی،
اسکی ڈیلیوری یہیں ہوئی تھی، اس لیے اس کی خبر سفیان کو نہیں تھی،
کیونکہ خبر یہ پہنچائی گئی تھی کہ لڑکی ہوئی تھی اور پیدا ہوتے ہی مر گئی تھی،
”وہ ان کے لیے مر چکی ہے بھائی، اور آئندہ کے لیے میں اور میرا بیٹا علی بھی مرجائیں گے“ اسنے حتمی فیصلہ سنایا تھا،
وہ جانتی تھی یماش پاشانے اسے گھر سے نکال دیا تھا، اور جاتے وقت علی کو اپنے پاس ہی رکھ لیا تھا،
”تم علی کو کبھی دیکھ نہیں پاؤ گی!“ پروفیسر نے اسے آنے والے مستقبل سے ڈرایا،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

"بھائی آپ پریشان نہ ہوں میں۔ آپ کو تنگ نہیں کرونگی، میں دارالامان میں رہ لوں گی" اسنے وجہ شاید یہی سمجھی کہ شاید بھائی رکھنا نہیں چاہتے اسلیے ایسا کہہ رہے ہیں، اور اسے مستقبل کا خوف دلا کر پیچھے ہٹنے کو کہہ رہے ہیں، پروفیسر وہاں اسے کچھ لمحے دیکھتے رہے یونہی، خالی نظروں سے "اس واقعے نے تمہاری سوچ کو منفی کر دیا ہے شائستہ سفیان پاشا !" پروفیسر نے کافی سخت لہجے میں بات کہی تھی، انہیں اس کی یہ بات بہت ناگوار گزری تھی، شائستہ نے آنکھیں بند کر لیں، مگر اسکے گال پر یونہی آنسو تھے، جنہیں اس نے نہیں پونچھا تھا، ٹیلی فون جو ٹیبل کے ساتھ رکھا تھا بج اٹھا، گھنٹی تھی جیسے کسی بری خبر کی پہلے ہی نوید سنادی تھی اس نے، پروفیسر ایک خفیف نظر اس پر ڈالتے، اپنی جگہ سے اٹھے، وہ فون سننے کے لیے اٹھے تھے، اپریل کے موسم کی گرم ہوا کمرے میں آرہی تھی،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"بھابھی میں سفیان کے ساتھ نہیں رہوں گی،"

"میں اس سے طلاق لے لوں گی"

"میں اپنے علی اور زینب کو قربان نہیں کر سکتی!"

وہ روتی ہوئی کہہ رہی تھی،

مگر اسکاول بے چین تھا،

بھابھی ساتھ بیٹھے اسے تسلیاں دے رہی تھیں،

شائستہ اور سفیان کی شادی محبت کی شادی تھی،

سفیان پاشا اسکی دوست کے بھائی کا دوست تھا،

اسکا بھائی اعلیٰ تعلیم کے لیے باہر پڑھنے گیا تھا،

وہیں اسکی دوستی سفیان سے ہوئی تھی،

اسکی دوست نازنین کی شادی پر جب وہ لاہور گئی تو تب اسکی ملاقات سفیان سے ہوئی،

گورا خوبصورت اور کھڑے نقش کا مالک،

جس کا دراز قد تھا،

وہ سہیل کے ساتھ ہی لاہور آیا تھا،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

جب سفیان نے پہلی بار شائستہ کو دیکھا، تو وہ اسے کافی اچھی لگی،
چند دن وہ وہیں رہی، مگر انہی دنوں ان دونوں کی بات چیت بڑھ گئی،
جب وہ کراچی آئی تو اکثر ٹیلی فون پر بات کیا کرتی،
مگر زیادہ ترجیح خطوط کو دیتی، کیونکہ یہ انداز اسے دلچسپ لگتا،
لمحہ بہ لمحہ انتظار ایسے معلوم ہوتا جیسے محبت قطرہ قطرہ بڑھتی جا رہی ہو دونوں کے مابین،
جب چند مہینوں بعد سفیان پاشا لاہور سے چلا گیا تو رابطہ بالکل منقطع ہو گیا،
وہ بھی خاموش رہنے لگی،
اسے اچھی طرح یاد تھا، دسمبر کے آخری دن تھے، نئے سال کو آنے کی جلدی تھی،
سردی کا زور تھا،
جب سفیان پاشا اس کے لیے رشتہ لے کر آیا تھا،
منہاج اور یماش پاشا کے ساتھ،
اور ساتھ میں یماش پاشا کی بیوی تھی،
تہمینہ یماش پاشا،
اس وقت تو انہوں نے بتلایا تھا، کہ کپڑوں کا کاروبار ہے،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

وہاج حمدانی تو راضی نہیں تھے، نہ ہی ان کے والدین اس رشتے پر،
مسئلہ یہی تھا کہ وہ دور رہتے ہیں جان پہچان نہیں کیسے اپنی بیٹی کسی پر اے کے ہاتھ بھیج دیں،
مگر شائستہ نے ضد کی،

کھانا پینا چھوڑ دیا،

اور گھر سے بھاگ جانے کی دھمکی تک دی،

اسکی اس جنونی کیفیت کو دیکھتے ہوئے مجبوراً انہیں ہاں کہنی پڑی
منع کرنے کی وجہ بس یہی تھی کہ وہ سفیان پاشا کو نہیں جانتے،

مگر بیٹی کے اس اعتماد نے ان کو گٹھنے ٹیک دینے پر مجبور کر دیا،

مگر شادی کے چھ سالوں بعد اسے جو معلوم ہوا،

اسکی تو اس نے کبھی توقع نہیں کی تھی،

یماش پاشا کے گھر پر حملہ ہوا، تھا،

اور وہ بھی پولیس کا چھاپا،

وہ سات مہینے کی حاملہ تھی،

جب رات کے پہر تیز سائرن کی آواز سے آنکھ کھلی،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

اور کھڑکی سے پہلی روشنی آرہی تھی،

سفیان بھی یونہی ہر بڑا ہٹ کے عالم میں اٹھا، اور نیچے کی طرف بھاگا۔

اور وہ بھی ساتھ ہی آئی، مگر اسے چلنے میں دشواری ہو رہی تھی،

جب اسنے دیکھا کہ سب۔۔۔

پروفیسر وہاں آئے، چہرہ کسی سوگ میں ڈوبا ہوا تھا،

اپنے بھائی کی حالت کو دیکھتی وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی، اور نا آشنائی سے اسے دیکھا،

”اسکا سامان پیک کرو!“ پروفیسر نے زینب کی طرف اشارہ کیا،

وہ لاعلمی میں اپنے بھائی کو دیکھتی گئی،

”بھائی کیا ہوا ہے؟“ اسے کچھ براہو جانے کا شدت سے احساس ہوا،

پروفیسر کی بیگم بھی دل پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہی تھی،

انہوں نے ایک تاسف سے نگاہ گھمائی، پھر گہرا تنفس بھرتے ہوئے اس شائستہ کو دیکھا،

جس کے چہرے پر ہیجان کی کیفیت طاری تھی

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

"خدا کے لیے مجھ سے کہیں سفیان کو کچھ نہیں ہوا ہے" اسنے خود ہی نتیجہ اخذ کیا اور گھبرائے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی،

"تمہاری بیٹی یتیم ہو گئی ہے شائستہ!" پروفیسر اس وقت ضبط کی انتہا پر تھے، انہوں نے خود کو مضبوط ظاہر کرنے کے لیے آنسو روکے تھے،

جبکہ شائستہ زمین پر گر گئی، اسے یقین نہیں ہوا ایسا کچھ سچ ہو بھی سکتا ہے؟
"میں مر جاؤ گی! بھائی!"
وہ بڑبڑائی،

"میں نے ایسا نہیں چاہا تھا."
اسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر نکلا،
"وہ کیسے مر گیا بھائی"

اسکا جسم ارتعاش کی کیفیت میں مبتلا ہو گیا،
"اپنی بیٹی کو دیکھے بغیر کیسے مر گیا!" شائستہ نے اپنا سر پیٹا اور زور زور سے رونے لگی،

حتیٰ کے اسکی گردن رگیں ابھر آئی،
"وہ نہیں مرا بھائی" وہ چیخنی! وہ حواسوں میں نہیں تھی،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

پھر وہ ہنسنے لگی، اتنا کہ آنکھوں سے آنسو نکلتے اور وہ مصنوعی ہنس رہی تھی، پروفیسر کو احساس ہوا اتنی بڑی خبر اسے یوں نہیں سنانی چاہیے تھی، مگر اب وہ کہہ چکے تھے،

اور جلد یاد دیر اسے اس ازیت سے گزرنا ہی تھا

"آپ مجھ سے جھوٹ بول رہے ہیں نہ!"

"اتنا کہ میں چلی جاؤادھر"

اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے بات کہی،

اگر کوئی اسے اس حالت میں دیکھتا

تو یقیناً اسے حواس باختگی کا شکار کہہ دیتا،

"سن لیں بھائی میں کہیں نہیں جاؤنگی،"

اس نے ہنستے ہوئے پروفیسر کو دیکھا،

اور ایسے بات کہی جیسے کوئی بہت ہنسی کی بات ہو گئی ہو،

پھر ان کے مقابل کھڑی ہو گئی،

"سن رہے ہیں نہ آپ"

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

اسکی آواز تیز تھی

"سن رہے ہیں نہ"

اب اسکی آواز بلند ہو گئی مزید

"مجھ سے یہ مزاق نہیں کریں،"

اسنے شہادت کی انگلی دکھائے ان کو دھمکایا،

جبکہ پروفیسر کے چہرے پر بس تاسف تھا،

اداسی تھی،

"سن رہے ہیں نہ!!" اب وہ حلق کے بل چینچی تھی، اسنے ہر لفظ اتنا چینچ کر بولا کہ گھر کی ہر دیوار نے اسکا گریہ سنا،

گھر کی ہر چوکھٹ نے اسکے اس آواز کا درد سنا،

پروفیسر جانتے تھے،

وہ سفیان سے کتنی محبت رکھتی تھی،

اسکے دماغ نے یہ صدمہ برداشت نہیں کیا،

انہوں نے شائستہ کو خود سے لگالیا،

"بھائی!"

READERS CHOICE

سے رو رہی تھی،

"مائی"

لگا،

کے منہ پر طمانچہ مارے،

شٹرٹ بھیگ گیا پورا،

اسکے آنسو سے پروفیسر کا شرٹ بھیگ گیا پورا،

A decorative horizontal line consisting of a series of black dots. In the center, there is a graphic element featuring a blue and yellow circular design with black dots arranged in a pattern around it.

"العت هوتم یر! کتنی منخوس خبر سنار ہے هو مجھے!" سینا پھنکاری اور نخوت سے خانزادہ کو دیکھا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

وہ اسکا شوہر تھا، مگر اسکے لہجے سے لگتا جیسے دونوں کے مابین بس ایک ہی رشتہ ہو،

باس اور ملازم کا بس!

کوئی یقین نہیں کر سکتا تھا یہ وہی عورت تھی جو چند لمحے پہلے انسانیت پر بیان دے رہی تھی،

تمام کریڈٹ اپنے شوہر کے نام کیا تھا سنے،

وہ دونوں ایک تنگ گلی میں کھڑے تھے،

وہ گلی صاف ستھری تھی،

اور بہت سے دروازے اور کھڑکیاں اس گلی میں کھلتی تھیں،

"مجھے تو سوچ کر ہی پیٹ میں گرہیں پڑ رہی ہیں کہ اگر گل خانم کا قصہ کھل گیا تو اور اگر اسے معلوم پڑ گیا کہ گل خانم

اس کی بہن تھی تو!" خازادہ نے اپنی بات رکھی، وہ سفید گھر کی دیوار پر چوٹیوں کی قطار کو دیکھ رہی تھی جو اپر کی

جانب جا رہی تھیں،

حالانکہ جو وہ سوچ رہی تھی یہ اسکے بالکل برعکس بات تھی، مگر اسکی آنکھیں انہیں لال چوٹیوں کے گروہ پر تھی،

جو کافی محنت سے اپنا کھانا کمر پر لادھے اپر کی طرف بڑھ رہی تھی،

"تمہیں معلوم ہے، تم سے زیادہ بہادر تو یہ چیونٹیاں ہیں، جو رستے میں رکاوٹ آنے پر اٹے پاؤں نہیں پھر جاتی بلکہ نیا

راستہ تلاش کرتی ہیں! مگر اپنی منزل نہیں بھولتی" سبینہ نے محویت سے ان چیونٹیوں کو دیکھا، جہاں وہ چیونٹیاں

اب بھی ایک ہی قطار میں چل رہی تھی،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

"ہم نے گل خانم کو مار دیا ہے" خازنہ کامنہ میں دل آیا، اور علی کی دہشت کے باعث اسکا رنگ زرد پڑ چکا تھا،

"ہم نے نہیں مارا! اسنے خود زہر پیا تھا" سینا نے دانت بھینچے اس دن کی طرف اشارہ کیا،

"مگر مجبور ہم نے کیا تھا" وہ کھوکھلے لہجے میں بولا، اسکی آنکھوں میں خوف تھا،

"اگر تم اپنی بکواس بند نہیں کرو گے تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مارو گی،" وہ بالوں کو جھٹکتی ہوئی وہاں سے چلی گئی،

وہ اسکی پشت دیکھتا رہا، وہ جا چکی تھی،

خانزادہ پریشان تھا،



المیر اور گل رعنا شام چار بجے کے قریب ایک مشہور مال میں موجود تھیں،

جس کے اوپر واضح اس مال کا نام بڑے لفظوں میں لکھا تھا،

اور ارد گرد گرین اور یلو مکس ایک کلر تھا جس سے مچھلی جیسا ڈیزائن بنایا گیا تھا، وہ مچھلی نہیں بنی تھی، بس اس جیسی ساخت تھی،

پہلی ہوئی تھی، READERS CHOICE

وہ شیشے کے دروازے سے اندر داخل ہوئی،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

ایک طرف برگرکنگ، تھا اور دوسرے ہاتھ کی طرف سب وے،

المیر نے طائرانہ نگاہ گھمائی،

پھر وہ دونوں اندر گھس گئے، بہت سے لوگ تھے جو شاپنگ کر کے باہر نکل رہے تھے،۔ اور کچھ شاپنگ کی غرض سے اندر جا رہے تھے،

سب سے پہلے اندر آتے ہی ایک اسٹال لگا تھا جس پر بہت سی اسٹا بیسز رکھی ہوئی تھی اور بیریز اور تھیں، انہوں نے اسے نظر انداز کیا،

چند قدم دور چلتے ہی ایک پرفیوم کی دکان پر وہ دونوں رک گئے،

المیر اعلیٰ کی دی ہوئی کچھ رقم احتیاط کے طور پر رکھ آئی تھی

"یہ اچھا ہے نہ؟" اسنے المیر کی ناک کی طرف اپنی ہتھیلی کی،

وہ بہت تیز خوشبو تھی اور المیر کو تیز خوشبو نہیں پسند تھی،

اسکے ماتھے پر بد مزگی سے بل ابھرائے،

سیلز مین نے ان دونوں کو دیکھا، وہ بھی پیشورانہ انداز میں پرفیومز دکھا رہا تھا،

"تمہیں اچھی لگ رہی ہے تو لے لو!" المیر نے سرسری انداز اپنایا،

"ہاں یہی اچھا ہے، تم اپنے لیے نہیں لو گی؟" گل رعنا نے اسکی طرف اور پرفیوم کا بل ادا کیا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"نہیں میں خوشبو نہیں لگاتی!" اسنے سچ بات کہی،

اسے۔ پرفیومز لگانا یا کسی قسم کی بھی خوشبو لگانا پسند نہیں تھی،

گل رعنائے وجہ نہیں پوچھی، اور نہ وہ پوچھنا چاہتی تھی، بس لاپرواہی سے کاندھے اچکاتی اب آگے بڑھ گئی وہ اسکے پیچھے پیچھے چل رہی تھی،

اسے ایک چیز سمجھ نہیں آرہی تھی،

بس دماغ میں رات والی بات ہی گھوم رہی تھی،

جب علی سے وہ بات کر کے فارغ ہوئی تو خالد بے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر داخل ہوئے،

المیرا! نہیں دیکھ ضرور چونکی تھی،

"بیٹھ جاؤ پیاری بیٹی" وہ ایک کرسی کھینچ کر بیٹھے اور المیرا کو سامنے بیٹھنے کا کہا،

وہ وہیں بیٹھ گئی،

"میں جانتا ہوں تم صبح والی بات سے پریشان ہوگی! مگر تمہارا حق ہے یہ جاننا کہ تم علی کے بارے میں کچھ جانو!"

انہوں نے نہایت نرم اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں بات کہی تھی،

وہ یونہی تذبذب کا شکار تھی، اور خالی آنکھوں سے خالد بے کو دیکھ رہی تھی،

ان کی جھلک پروفیسر میں بہت آتی تھی،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

”کیا تم اس تصویر کو جانتی ہو جو ادھوری چھوڑی گئی تھی،“ انہوں نے اسی تصویر کا ذکر کیا، جب وہ علی کے فلیٹ میں بارگئی تھی،

تو سامنے ایک پینٹنگ دیکھی تھی،

جو ادھوری تھی، اسے بڑا تعجب ہوا تھا کہ کیوں اس میں اس ادھوری تصویر کا کیا مطلب ہے،

جس کے آدھے حصے پر رنگ بکھرے ہیں اور آدھا بونہی خالی چھوڑا گیا ہے،

یہ ایک لڑکی کی تصویر تھی،

جسکی بھونیں بہت گھنی تھیں، اور ناک سیدھی، اور گلابی ہونٹ جس میں آدھا رنگ تھا، صرف چہرہ رنگین تھا، اور

اسپر کچھ عجیب قسم کے نشان بھی تھے،

جیسے خون کے نشان ہوں،

”اس تصویر کا کیا مطلب ہے؟“ المیرا ششدر نظر آئی،

وہ تصویر اسے اس دن کے بعد سے نہیں دکھی تھی، نہ ہی اس نے غور کیا تھا اس پر کبھی،

”وہ علی کی ماں تھی، اور جس نے یہ تصویر بنائی تھی وہ اسکا باپ سفیان پاشا تھا“ وہ زمین پر بچھے خوبصورت قالین کو

گھور رہے تھے،

اور المیرا ان کے چہرے کو،

”اسکا باپ ایک تاجر تھا، اور ماں ایک سادہ سی خاتون تھیں، ان کے درمیان اختلافات تھے،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

اور اسکی ماں باپ کو چھوڑ کر چلی گئی،،

اور سفیان پاشا نے اس تصویر کو ادھورا چھوڑ دیا۔

اور تقریباً دو مہینے بعد کسی نامعلوم افراد نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا،

مگر افسوس اس بات کا ہے، علی نے اپنے باپ کو مرتے ہوئے دیکھا اپنی آنکھوں سے،

اور اس شخص نے ناصر ف سفیان کو مارا، بلکہ علی کی جان بھی لے لی،

وہ اس وقت پانچ سال کا تھا،

مجھے یاد ہے جب سفیان کالاشہ حویلی میں آیا اس وقت صبح ہو رہی تھی،

اور علی کی ننھی انگلیاں اپنے باپ کی انگلیوں میں جکڑی تھی،

وہ سہم سا گیا تھا، جب میں نے اسے خود میں چھپا لیا تھا،"

یہ کہتے وقت خالد بے کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں، وہ اپنی جھریوں زدہ ہاتھ سے آنکھوں کو صاف کر رہے تھے،

المیرا نے لب بھینچ لیے، وہ شاید آنسو پر ضبط رکھنا چاہتی تھی،

"وہ روزانہ رات میں ڈر جاتا تھا، برسات سے اسے نفرت ہو گئی تھی،

اسکا دل معصوم تھا، اور یہ سانحہ اسکے زہن سے کبھی نہیں نکل سکا،

علی کا بچپن اسی دن ختم ہو گیا تھا!" اب خالد بے نے اسے دیکھا اسکی آنکھیں اور چہرہ دونوں سرخ تھے،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

خالد بے نے اپنے آنسو پونچھے!

"علی اس کہانی کی طرح ہے، جس میں اتنی گرہیں جن کو سلجھاتے ہوئے تم بھی بدگمانی سے گزرو گی مگر وعدہ کرو اسے کبھی نہیں چھوڑو گی!"

انہوں نے ایک امید کے تحت وعدہ مانگا،

وہ جانتے تھے جب یہ بات کھلے گی تو کتنا ہنگامہ ہوگا،

وہ یہ بھی جانتے تھے المیر اسے چھوڑ دے گی،

اسی لیے وہ اسے زہنی طور پر پہلے ہی تیار کر رہے تھے،

کہ کسی بدگمانی سے گزرو تو تب بھی علی کو نہ چھوڑنا،

المیر اکوان کی بات سمجھ نہیں آئی،

مگر پھر بھی وعدہ کر گئی،

اب وہ اس وعدے کے لیے سوچ رہی تھی،

آخر خالد بے نے ایسا وعدہ کیوں لیا تھا اس سے،

گل رعنا اور وہ ابھی بھی مال میں گھوم رہے تھے،

اسنے خنساء اور ثوبیہ کے لیے اسکارف لیا تھا،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

اور عائشہ کے لیے چاکلیٹ،

"المیرا!" وہ واپسی کے لیے باہر نکل رہے تھے جب یک گل رعنا کے قدم رک گئے،

اسنے گھوم۔ کر دیکھا، گل رعنا کے ہاتھ میں شاپنگ بیگز تھے مگر وہ ابھی بھی اپنے ہاتھ میں کچھ تلاش کر رہی تھی جیسے کچھ کھو گیا ہو،

وہ چہرے پر پریشانی کی لکیریں ڈال کر اسکے پاس آئی،

اور بے چین آنکھوں سے اسے دیکھا،

"کیا تم کچھ ڈھونڈ رہی ہوں؟" المیرا انگ سوال۔ کیا اس نے پہلی بار گل رعنا کا اتنا گھبراہٹا ہوا چہرہ دیکھا تھا،

"میری آنکھوٹی گم ہو گئی ہے!" اسنے وہی گھبراہٹا ہوا انداز اپنایا،

المیرا کے ماتھے پر مزید شکنیں ابھرائی، اور وہ بھی مدد کرنے لگی، اپنے بیگز میں اور نیچے ارد گرد دیکھنے لگی،

"کیا بہت قیمتی تھی؟" اسنے سر سری انداز میں پوچھا، اسکی نظریں اب بھی فرش پر دور تک جا رہی تھیں،

ہو سکتا ہے اسنے گرا دی ہو ادھر کہیں،

"میرے لیے بہت قیمتی ہے!" اسکی صورت پر اداسی کے کالے بادل منڈلانے لگے،

حالانکہ وہ بہت مضبوط لڑکی تھی، مگر کیوں اتنی جزباتی ہو رہی تھی،

"کیا وہ ہیرے کی تھی؟" المیرا نے مزید سوال کیا، تاکہ ڈھونڈنے میں آسانی ہو،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

"نہیں المیرا، وہ سادی سی ہے کالا پتھر جڑا ہوا ہے اس میں!" گل رعنا جھنجھلاہٹ کے عالم میں بولی، المیرا کو بڑی عجیب لگی یہ بات، کہ وہ ایک عام سی انگھوٹی کے لیے اتنا کیوں مچل رہی ہے۔

"مجھے نہیں لگتا کہ تم اتنے بڑے مال میں اسے ڈھونڈ پاؤ گی" المیرا نے جواباً کہا جس پر گل رعنا نے اسے گھورا،

"تم ٹھیک کہتی ہو! تمہیں دیر ہو جائے گی، گھر چلی جاؤ، میں جب تک یہ نہ ڈھونڈ لوں مجھے سکون نہیں آئے گا! اور تم ایک کام کرنا یہ بیگز ساتھ لے جاؤ میں صبح لے لوں گی تم سے"

گل رعنا نے اسے اپنے بیگز تھما دیے اور بغیر کچھ سنے بولے وہ سیدھا چلتی چلی گئی، المیرا اسے روکنا چاہتی تھی مگر وہ آگے جا چکی تھی،

المیرا کو سمجھ نہ پڑی آخر ایسا بھی کیا خاص تھا اس انگھوٹی میں،

وہ کاندھے اچکایے باہر کی طرف اگئی،

اب اس کا رخ خنساء کے گھر کی طرف تھا، رات ہونے والی تھی، قریب مسجد سے مغرب کی اذان کی آواز آرہی تھی، اسنے ٹیکسی کا انتخاب کیا، رات کے اندھیرے بڑھتے ہی جا رہے تھے،

"قہرمان بھائی! کیا بابت دوسری شادی بھی کر سکتے ہیں؟" وہ بیسمنٹ میں موجود تھے، سامنے ٹیبل پر وہی تصویریں رکھی تھیں،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

اور قہرمان ہاتھ باندھے کھڑا کسی گہری سوچ میں تھا،

ایسے لگتا جیسے کسی قلعے کے اندر ہوں،

اور منگولوں نے حملے کا کہہ دیا ہوں،

وہ دیواریں جتنی قدیم تھی وہاں کا ساز و سامان اتنا ہی جدید تھا،

خوبصورت قالین بچھا تھا۔ اور دیوار پر ایک ایل۔ سی ڈی لگی ہوئی تھی،

ساتھ چند صوفے تھے ایک ٹیبل تھی،

یہ جگہ شاید ان کے خفیہ منصوبہ بندی کے لیے استعمال ہوتی تھی،

کیونکہ یہاں پر سوائے ان کے کوئی نہیں آتا تھا،

"یہ دیکھو علی،

یہ گاؤں اور یہ گھر کو تم جانتے ہوں یہ کس کا ہے؟"

اسنے ایک تصویر کے پیچھے کا منظر دیکھایا،

علی نے تصویر پر غور کیا،

یہ وہی گاؤں تھا جہاں اکثر اوقات یماش پاشا جایا کرتے تھے،

علی کی آنکھیں پھیلی،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"یہ تو منصور کا گھر ہے، اسکا مطلب منصور، !!!" جیسے آگے کا معاملہ وہ خود سمجھ گیا ہو،

"ہم۔ کل ہی ادھر جائیں گے بھائی!"

قھرمان نے علی کا چہرہ دیکھا،

"علی" وہ نا سمجھی سے علی کو دیکھ رہا تھا کہ پہچاننے کے باوجود وہ غلط نام کیوں لے رہا ہے،

جب علی نے آنکھوں نے اشارے سے قھرمان کو کچھ بھی کہنے سے منع کیا،

پیچھے وہ ایک سایہ دیکھ سکتے تھے، کوئی ان کی بات سن رہا تھا،

علی نے غصے سے لب بھیج کر اسے دیکھا،

قھرمان نے اسکا بازو پکڑ لیا،

"ہم کل ہی جائیں گے یہاں سے" وہ بھی بن کر بولا، اب وہ سایہ دور جاتا دیکھائی دیا، اسکا مطلب صاف تھا جیسے اسکا

کام ہو گیا ہے،

"علی!"۔ قھرمان نے نظروں سے اشارہ کیا، کہ وہ اچک کر پکڑ لے اس کو،

اور علی نے بھی یہی کچھ کیا،

وہ دوسرے راستے سے تیزی سے دیواریں پھلانگتا ہوا، اس جاسوس کی گردن دبوچ چکا تھا،

وہ پھڑ پھڑایا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"کس نے بھیجا ہے تمہیں؟" دانت بھیج کر علی نے سوال کیا،

قہرمان اسکے پیچھے آچکا تھا،

وہ تینوں اس وقت چھت پر تھے، ممکن تھا وہ دوسرے گھر کی چھت سے کود کر اندر آیا ہو، جو اکثر بند ہی رہتا تھا،

"علی!!!" قہرمان نے گرفت ہلکی رکھنے کو کہا، وہ دبلا پتلا سا لڑکا تھا، اسی عمر قریب بیس سال تک ہوگی،

قہرمان کو اس پر ترس آیا،

کہ اتنی کم عمری میں کس وجہ سے وہ اس کام میں آگیا تھا،

اس بچے نے منت سماجت نہیں کی،

اور۔ ایک تیز دھار آلہ نکال کر شہ رگ کاٹ ڈالی اپنی،

یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ موقع ہی نہ ملا، اسکے ہاتھ چھڑانے کا،

قہرمان کا دل ڈوب گیا ایک بچہ اسکے سامنے مر گیا تھا،

"آہ خدایا!!!" علی تو سخت غصے میں تھا ایک جو راہ ملی تھی منزل تک پہنچنے کی وہ بھی مٹ گئی تھی،

"احمد کو کہو اس کو دفن آئے!"

قہرمان گردن جھکا کر دلبرداشتہ انداز میں مڑا،

جب اس نعش کے قریب فون بجنے کی آواز موصول ہوئی،

قہارے ہیں لائبہ سمیع

علی نے جھٹ سے اسکی جیب سے ایک کی پیڈ فون نکالا،

جس پر کوئی نام نہیں تھا،

قہرمان بھی کسی امید کی کرن کے ساتھ قریب آیا،

کال اسنے اٹھالی

"مردود آدمی تم اگر سہی خبر نہ لائے تو تمہاری بہن کو حیوانوں کے سامنے چھوڑ دوں گا میں!" ایک نہایت تیز آواز

ٹکرائی، ایسا لگتا فون پر بکنے والا، ابھی باہر نکل کر لہو پی جائے گا،

علی نے اپنی مٹھیاں بھینچی،

"مجھے خبر مل گئی ہے! اور میں بہت جلد آ رہا ہوں!" وہ یقیناً ایک مجبور تھا جس کا فائدہ اس او باش انسان نے اٹھایا تھا،

اور تبھی وہ مر گیا، کیونکہ واپسی پر بھی موت تھی،

اور یہاں بھی،

"اسکی نماز جنازہ کی تیاری کرو" علی کہتا آگے بڑھ گیا، یقیناً اس شخص کی بھی موت قریب ہی تھی،

اور قہرمان یہ جانتا تھا،

اسلیے اسکے پیچھے ساتھ آیا،

اور گاڑی میں بیٹھ گیا،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

جہاں علی اشتعال انگیزی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا،

"بھائی" علی نے تنبیہ کی

"علی گاڑی چلاؤ!" اسنے بھی تحکمانہ انداز اپنایا تھا،

"تم ظالموں کی قید سے بھاگے کیسے؟" وہ ایک خستہ حال گھر کے سامنے بیٹھا تھا،

جہاں ایک بوڑھا شخص اس سے سوال کر رہا تھا،

اور ساتھ ہی اسکے سامنے بہت سی سیپاں بکھری تھیں،

جن کو صاف کرتا وہ ان میں سے موتی نکال رہا تھا،

سمندری موتی،

اسکی قسمت تھی کہ چند میں نکل جاتے باقی خالی نکلتی،

مگر وہ اس سیاہ موتی کی تلاش میں تھا جس کی کہانیاں اس نے سن رکھی تھی،

اسکے سامنے ایک زخمی شخص بیٹھا تھا، پلنگ پر، وہ باہر گھسنے درخت کے سائے میں۔ بیٹھے تھے،

دور دور تک کوئی گھر نہیں تھا ادھر،

سوائے اس خستہ حال جھونپڑی کے،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

"یہ بہت لمبی کہانی ہے، میں بہت شکر گزار ہوں آپ کا کہ آپ نے میرا علاج کیا" وہ شخص تشکر آمیز لہجہ اپناتے ہوئے گویا ہوا،

آواز میں صدیوں کی تھکاوٹ تھی،

وہ بوڑھا آدمی ذوقفقار مسکرایا،

"تم جب یہاں آئے تھے تو اس حالت میں نہیں تھے کہ سیدھا کھڑے بھی ہو سکو،" انہوں نے کل رات کا حوالہ بتایا،

جس پر وہ مسکرائے بغیر رہ نہ سکا،

"میں پیماش پاشا ہوں، اور آپ کا احسان مند ہوں! اور بہت جلد میں آپ کو اس احسان کا بدلہ چکا دوں گا" انداز وہی مغرورانہ تھا، وہی اکڑ تھی لہجے میں،

مگر وہ بچ کیسے گیا،

اور اگر وہ بچ گیا تھا تو کیا وہ کسوٹی پھر شروع ہونے کو تھی،

اسے بچایا کس نے تھا،

وہ باہر کیسے نکل آیا،

کیا اسکی رہائی المیرا کی زندگی پر کوئی اثر ڈالے گی؟

وہ پیماش پاشا تھا، وہ کوئی آسان ہدف تھوڑی تھا،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

یقیناً کچھ تو تھا، ان گھومتی زندگیوں کے گرد،

● ● ● ● ● << << << << << ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● << << << << << ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● <<

"المیرا کے ہاتھ میں رنگ برنگی چوڑیاں تھیں، وہ اس وقت علی کے اپارٹمنٹ میں موجود تھی، وہ یونیورسٹی کے لیے پہلے ہی نکل آئی تھی، تاکہ کچھ لمحے وہاں گزار سکے،

اسے علی کی یاد بھی آرہی تھی اور اسکی بات بھی علی سے نہیں ہوئی تھی، رات کے بعد،
وہ ان رنگ برنگی چوڑیوں کو دیکھنے لگی،
جو علی نے اسے پہنائی تھیں ایک بار،
اور اسی دن یہ چوڑیاں اس کے لیے عزیز ہو گئی تھیں،
یقیناً وہ شخص ایسا ہی تھا، جس چیز کو چھو لے اس چیز میں وہ لمس ہمیشہ برقرار رہتا،
اس نے ایک بار پھر اس منظر کو سوچا،

اور سوچتے وقت چہرے پر ایک دلفریب مسکراہٹ بھی تھی،
گال پر موجود باریک تل بھی اس مسکراہٹ کے ساتھ پھیل گیا،

جس لمحے علی کے لیے پہلی بار اس کے دل میں جز باتوں نے جگہ بنالی تھی،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

بہت چپکے سے وہ اسکے دل میں آگیا تھا،

وہ لمحہ اسے حرف بہ حرف یاد تھا،

”اس باکس میں کیا ہے؟“ علی نے سامنے رکھے ہوئے ایک باکس کی جانب اشارہ کیا، وہ اپنے کپڑے ایک جگہ رکھ رہی تھی،

اور علی اسکی کام۔ میں مدد کروا رہا تھا،

ہاں علی!

وہی علی جو اپنی مرضی کا مالک۔ تھا،

وہی علی المیرا کی مدد کروا رہا تھا،

کام میں،

جب اسنے تھوڑے متجسس انداز میں ایک پیلے رنگ کے سادہ ڈبے کی طرف اشارہ کیا،

المیرا نے اسکی نظروں کا تعاقب کیا تو اسکی نظر بھی پیلے ڈبے پر ٹھہر گئی،

وہ پاکستان سے کچھ سامان لائی تھی مگر یہ ڈبہ ناجانے کہاں سے آگیا،

ہو سکتا ہے سیمانے رکھ دیا ہو،

المیرا کے ماتھے پر شکنیں ابھری،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

اسنے اس ڈبے کو اٹھایا،

اور کھولا،،

وہ یک دم خوشی سے اچھلی، علی کو بھی اس کی خوشی پر تعجب ہوا،

وہ مزید متجسس ہوا جاننے کے لیے،

اس نے باکس میں جھانک کر دیکھا،

جس میں چند رنگ برنگی کانچ کی چوڑیاں تھیں،

المیرا نے جھٹ سے وہ چوڑیاں نکالی اور اپنے ہاتھوں میں ڈالی،

”یہ دیکھو علی کیا یہ خوبصورت نہیں ہیں؟؟“ اسنے چہکتے ہوئے کسی معصوم بچے کی طرح اپنی کلائی اس کے سامنے

کی، اور چوڑیاں کھنکھنائی،

علی مسکرایا،

دھیمے سے پھر اسکے ہاتھوں میں موجود ان چوڑیوں کو دیکھا،

وہ اتنی پیاری تھیں جتنی اسکی کلائیوں میں اس وقت لگ رہی تھیں،

اسکے لمس نے ان چوڑیوں کو کتنی رونق بخش دی تھی،

علی نے من ہی من تبصرہ کیا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

”کیا تمہیں چوڑیا اتنی پسند ہیں؟؟“ اسنے المیرا کی کتابیں ٹیبل پر رکھی، اور الٹی پالٹی مار کر اسکے سامنے بیٹھ گیا،
”بہت پسند ہیں،“ اسنے اسی جوش کے ساتھ جواب دیا،

اور اپنے ہاتھ میں پہنی چوڑیوں پر ہاتھ پھیرا،
”مگر تمہیں کبھی پہنے ہوئے نہیں دیکھا!!“ اسنے بغیر اسکی جانب دیکھتے ہوئے، فون میں مصروف سا بولا،
مگر جواب دینے میں المیرا نے خاصی دیر لگائی،
”ہاں میں نہیں پہنتی، کیونکہ مجھے یہ تکلیف دیتی ہیں“ اسنے کچھ سوچ کر اپنے ہاتھوں سے وہ چوڑیا اتار دی،
کچھ لمحے پہلے کی خوشی اب مکمل غائب تھی، یقیناً اسکا موڈ بدل گیا تھا،
وہ ایسے ہی موڈ سوئنگ کا شکار تھی،

اسکی اچانک اس بات پر علی نے نظریں گھما کر اسے دیکھا،
اور فون کو آف کیے برابر میں رکھا،
”عجیب لڑکی ہوا بھی تو اتنا چہک رہی تھی، ایک پل میں ہی ساری مسکراہٹ ختم کر دی،“ علی نے اس حرکت پر
تاسف سے گردن ہلائی،

جب اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے، تو علی یقیناً پریشان ہوا، اسنے فوراً اپنے کہے لفظوں پر نظر دوڑائی،
کہ اس نے کوئی ایسی بات تو نہیں کہہ دی جس سے المیرا کو تکلیف ہوئی ہو،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

مگر سمجھ نا آنے پر اپنے سامنے بیٹھی المیر اسے ہی پوچھا،

جو ہتھیلی کی پشت سے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی

”المیر اکیا ہوا ہے؟؟“ علی نے پریشانی سے اسے دیکھا،

”کچھ نہیں!“ اسنے آنسو صاف کرتے ہوئے گردن کو دائیں بائیں ہلایا، اور آواز کو نارمل رکھنے کی کوشش کی،

”تمہیں معلوم ہے المیر؟، میرے بابا کہتے تھے، کہ جب تم کو کوئی چیز تکلیف دے تو سب سے پہلے اسکی وجہ اپنے

کسی قریبی دوست کو بتاؤ!، اس سے تکلیف میں کمی آتی ہے،“ علی نے اسکی ہتھیلی اپنے ہاتھوں میں مقید کی،

مغرب ہوئے کئی ساعتیں بیت چکی تھیں،

رات کی سیاہی ہر طرف مائل تھی،

وہ دونوں اس وقت علی کے کمرے میں موجود تھے،

اور المیر اپنے کپڑے علی کی الماری کے ساتھ رکھی ایک سنگل ڈور کی الماری میں رکھ رہی تھی،

اسلیے اسنے تمام سامان پھیلا یا ہوا تھا،

چند لمحے طویل خاموشی کے بعد المیر نے اسکی بات کا جواب دیا، بلکہ وہ اپنی اس تکلیف کو بتا رہی تھی جو اسے رنگین

چوڑیا دیکھ کر محسوس ہوتی۔ تھی،

اور علی نے بھی اسی ذمہ داری سے سنا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

ایک وہ ہی تھا جو المیرا کے موڈ سونگنز سنبھال سکتا تھا،

”میں اس وقت دس سال کی تھی، جب ماما نے مجھے اور دانیہ کو چوڑیا لا کر دی تھیں،

چاندرات تھی میں بہت خوش تھی، میں انہیں اپنے ساتھ لگا کر سوئی، (اسکے چہرے پر تکلیف وہ مسکراہٹ آ کر سمٹ گئی،)

سوئی کیا مجھے تورات بھر نیند ہی نہیں آئی اس خوشی سے کہ صبح عید ہے،

میں اپنا نیا جوڑا، اور اپنی پسند کی چوڑیا پہنوں گی،

صبح ہم جب تیار ہوئے تو میں اور دانیہ گارڈن میں کھیل رہے تھے، جب دانیہ نے میری پسندیدہ گڑیا توڑ دی،

میں اس وقت بہت غصے میں تھی، پروفیسر نے مجھے فیصل آباد سے لا کر دی تھی وہ،

مگر وہ دانیہ نے توڑ دی، مجھے غصہ آیا اور میں نے اسے دھکادے دیا، وہ زمین پر گر گئی،

اور اسکی ساری چوڑیاں ٹوٹ گئی، (المیرا کچھ پل کے لیے رکی، پھر اسنے ہچکی لی پھر دوبارہ بولنا شروع کیا)

”بابا آئے، انہوں نے یہاں یہاں میرے گال پر تھپڑ مارا بہت سے زور سے، (اسنے اپنے گال کی طرف اشارہ کیا،

جیسے وہ درد وہ ٹیس اب بھی اسے محسوس ہوتی ہو،

علی کا دل کٹ کر رہ گیا،

”میں زمین پر گر گئی، وہاں ان ٹوٹی چوڑیوں کے ٹکڑے میرے ہاتھ میں لگے،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"دانیہ کی چوڑیاں ٹوٹ گئی تھیں اسلیے بابا نے میری چوڑیا میرے ہاتھ سے اتار کر اسے پہنا دی، مجھے بہت دکھ ہوا۔ اگر میرے بابا ہوتے ادھر تو وہ بھی دانیہ سے میری چوڑیاں واپس لے آتے، مجھے اس وقت شدت سے احساس ہوا علی کہ میں لے پالک سے بھی بدتر ہوں"

اسکے لفظ آدھے میں منہ میں ہی رہ گئے،

اور ایک اسکی سانس ہلکی سی اکھڑی، اور اسے دھچکا لگا،

زیادہ رونے کی وجہ سے اکثر ایسی کیفیت ہو جاتی ہے،

اس دن کے بعد سے میں نے کبھی چوڑی نہیں پہنی! وہ نشان آج میں میرے ہاتھ پر کہیں باقی ہے" اسنے اپنی سونی کلاٹیاں دیکھائی، اسے کہنے میں مشکل ہوئی تھی، وہ ایک بات کہتی پھر سانس لیتی،

علی نے گلاس میں پانی لیا اور اسے پلایا،

اسنے اپنے ہاتھوں سے ہی پانی اسے پلایا تھا،

وہ جب جب ماضی کی کوئی بھی بات بتاتی تو اسکا دل یو نہی کٹ جاتا،

اور لگتا جیسے کوئی پرانا زخم اکھڑ گیا ہو،

اور وہ اسے بہت تکلیف دے رہا ہو،

وہ محرومیاں، اسکی زندگی کے ہر حصے میں تھی،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

مگر زبان سے بیان کرنا اسکے لیے بہت تکلیف دہ تھا،
علی نے اپنے انگلی کے پوروں سے اسکے آنسو چن لیے،

"تم بھول کیوں نہیں جاتی یہ سب"

المیر اسے زیادہ علی کی آواز میں تکلیف تھی،

اور وہ تکلیف صرف المیر کی وجہ سے تھی،

وہ جیسا ہو، وہ جتنا بھی اکھڑ دماغ کیوں نہ ہو،

مگر وہ المیر کو دکھ دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا،

المیر اسکے لیے اتنی معتبر تھی،

ناجانے کیوں، اسکا دل بے ساختہ طور پر المیر کی طرف ہو رہا تھا،

"علی میں نہیں بھول سکتی یہ سب" اسکی غم میں ڈوبی آواز،

علی نے وہ رنگین چوڑیاں اٹھائی، اور المیر اکا ہاتھ اپنے قریب کیا۔

پھر تین تین کر کے ان چوڑیوں کو المیر کی کلائی میں ڈالا،

"یہ چوڑیاں تمہاری کلائی کی محتاج ہیں المیر! ان سے ان کا حسن نہ چھینو!" اسنے ان چوڑیوں کو دیکھتے ہوئے تبصرہ

کیا، اس دن المیر کے دل میں علی کے لیے جگہ پیدا ہو گئی تھی،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

المیر نے ان چوڑیوں کو دیکھا، پھر دوبارہ اس پیلے سے سادے سے ڈبے میں بند کیے ان کو دھیمے سے مسکرائی،
اور علی کے کمرے سے نکلی جب سامنے اس کمرے کے دروازے پر نظر پڑی جو اکثر بند ہی رہتا تھا،
وہ سادے سے آسمانی رنگ کے کرتے پر جینس پہنے ہوئی تھی،
وہ اس دروازے کے قریب آئی، اس پر وہی بڑا سا تالا پڑا تھا،
اسے تجسس ہوا وہ دروازے کے قریب ہی آگئی،
"اس کمرے میں کیا ہو سکتا ہے؟" نچلا والا ہونٹ دانتوں میں دبائے اس نے تالے کو اپنے ہاتھ میں لیا،
علی کے جانے سے کچھ دن پہلے!

"تم کہاں سے آرہے ہو؟" بازو لپیٹتے ہوئے اس نے پوچھا،
علی تھکا ہوا سا گھر میں داخل ہوا تھا، اس کا حلیہ خاصی بگڑا ہوا تھا،
اس نے خالی سی نظر المیر پر جماتے ہوئے اسے دیکھا،
پھر گہرا تنفس بھرتا ہوا آگے بڑھ گیا،

المیر کو اپنے یوں نظر انداز ہونے کا احساس شدت سے ہوا،
المیر نے دیکھا کہ علی اس بند دروازے کے قریب کھڑا ہو گیا ہے،
اندر اپنے کمرے کی طرف جانے کے بجائے، وہ اس بند دروازے کے پاس کیوں گیا،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

وہ محویت سے اسکاہر عمل دیکھ رہی تھی،

اسنے اپنی جیب سے ایک چابی نکالی،

اور تالے میں گھمائی تالا جھٹ سے کھل گیا،

وہ بغیر کوئی بات کیے اندر چلا گیا،

اور المیرانے دروازہ بند ہونے تک اسے دیکھا، وہ

تقریباً ایک گھنٹے بعد وہاں سے نکلا تھا۔

اسکی آنکھیں پہلے سے زیادہ سرخ ہو رہی تھیں،

المیرا اب وہاں سامنے نہیں تھی،

وہ گلدستے میں لگے پھولوں کی جگہ چینج کر رہی تھی،

علی اپنی جگہ کھڑا اسے دیکھتا رہا،

"میں باہر کام سے گیا تھا،" اسنے خود ہی سامنے سے اسکے ایک گھنٹے پہلے والے سوال کا جواب دیا،

"میں نے کچھ نہیں پوچھا!"

اسنے منہ بنایا پھر بال جھٹکے، اور خفگی سے اسے گھورا،

علی نے چابی کو سامنے رکھ دیا، شیف میں رکھے ایک چھوٹے سے گلدستے میں اور وہاں المیرا کے ساتھ بیٹھ گیا،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

"تم ناراض ہو گئی ہو؟" ٹانگ پر ٹانگ جمائے فون میں اپنی انگلیاں گھوم رہا تھا، اسکا انداز خاصی سرسری تھی،
"میں ناراض کیوں ہو گئی تم سے" اسنے بھی کاندھے اچکایے لاپرواہی دیکھائی،
"یہ وجہ تو تم خود سے پوچھو" فون کو بند کرتا نظر اٹھائے اسکو دیکھا، تو ایک پل کے لیے چونک گئی،
وہ جب یوں اچانک دیکھتا تو المیر ابو کھلا جاتی،
اسے علی کا یوں دیکھنا نہیں پسند تھا،
اور المیر اسامنے رکھے چھوٹے گملے کی مٹی کو اکھاڑ رہی تھی،
تاکہ نئے بیج اس میں بوسکے،،
مگر اب اسکی ہاتھو کی حرکت میں کافی تیزی آگئی تھی،
علی نے اپنی بھوری آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسکے ہر عمل کو محویت سے دیکھا،
اسے اس کام۔ میں کوئی دلچسپی نہیں تھی،
مگر پھر بھی وہ المیر کے اس انداز سے کافی محظوظ ہو رہا تھا،
المیر کے چہرے پر ننھی پسینے کی بوندیں تھیں،
اسکے ہاتھ سے بیج کی تھیلی زمیں پر گر گئی،
وہ یو نہی بوکھلا ہٹ کے عالم میں جھکی،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

علی نے ٹیبل کے کونے پر ہاتھ رکھا اگر وہ ایسے ہاتھ نہ رکھتا تو المیرا کا سر اس کونے سے ٹکرا جاتا،
المیرا مڑی،

علی نے اس وقت سفید ہائی نیک پہنی ہوئی تھی،
اسکے بال بکھرے ہوئے تھے،

المیرا نے اس ہتھیلی کو دیکھا جو بالکل سامنے تھی اسکی آنکھوں کے،
اسکے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہو گئی،

اور علی جانتا تھا یہ بات،
وہ جھٹ سے پیچھے ہوئی،

علی نے اسے خشمگیں نظروں سے دیکھا،

"میں نے دیکھا نہیں" اسنے نظریں ادھر ادھر گھمائے بات کہی، اور بات بدلنے کی کوشش کی،
اسکے چہرے پر شہابی رنگ نے اپنا جادو کیا ہوا تھا،

"باوری!" اسنے المیرا کے گال کھینچتے ہوئے اسے ایک اور لقب سے نوازا، وہ ہمیشہ اسے کسی نہ کسی ایسے لقب سے
پکارنے کا عادی تھا،

اتنی محبت سے بس وہی اسکا نام لے سکتا تھا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

المیرانے اسے دیدے پھیلانے اسے دیکھا جواب اپنے کمرے کی بڑھ گیا تھا،
پھر اپنے گال کو چھوا، جہاں ابھی بھی اسکی انگلیوں کا چھو باقی تھا،

وہ شیلف کے پاس گئی اور چابی کو ٹٹولا،

اسے یاد تھا علی نے اٹھائی نہیں تھی چابی وہاں سے،

اس امید سے اس نے اس چھوٹے سے پودے اور کتابوں کے بیچ اس چابی کو تلاش کیا،

"اللہ کرے تم لیکر نہیں گئے ہو!" اسنے کتابوں کو کھنگال ڈالا،

اور ساتھ ہی شیلف کے اپری حصے پر ہاتھ مار کر دیکھا،

اسکی خوش قسمتی کہا جائے یا بد قسمتی اسے وہ چابی ایک گلدان میں رکھی مل گئی، اسکے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی،

جھٹ سے چابی لیے اسنے دروازے کو کھولا،

اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا،

تجسس چہرے پر ہنوز قائم تھا،

اسنے ہینڈل گھمایا، اور دروازہ جھٹ سے کھل گیا،

وہ اندر داخل ہوئی حیرت سے ابھی بھی آنکھیں پھیل گئی تھی،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

"اللہ" اسنے گہری سانس لی،

"یہ ہری مرچوں کے ساتھ زیادہ لذیذ لگتا ہے" وہ ایک گیراج میں پہنچے تھے، جہاں کی دیواروں پر عجیب و غریب قسم کا پینٹ ہوا تھا،

سامنے ایک آدمی جو لگ بھگ پچاس سے ارب کا تھا بیٹھا ہوا تھا،
اور اسکے ساتھ تین اور لوگ بیٹھے تھے وہ تینوں جوان تھے، کسرتی جسم اور اصلحہ باندھے ہوئے،
مگر ابھی کے لیے وہ کھانے پر بھنا ہوا گوشت کھا رہے تھے،
جب علی اپنے مخصوص انداز میں وہاں پہنچا،
اور ان کے درمیان بیٹھ کر گوشت کا ٹکڑا توڑ کر منہ میں رکھا پھر تبصرہ کیا،
وہ چاروں اسکی اچانک آمد پر چونک چکے تھے،

کون اجنبی تھا، جوان کے درمیان اتنے آرام سے بیٹھے کھانا کھا رہا تھا،
 "تمہیں اندر کس نے آنے دیا؟" سامنے بیٹھا وہ بڑھا شخص اچھل پڑا، اسکی اس گستاخی پر،

اسنے ساتھ رکھا لیموں اس گوشت کے ٹکڑے پر چھڑکا،
اور چند توے پر تلی ہوئی ہری مرچوں سمیت اسے کھایا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

اس نے سامنے بیٹھے بڑھے شخص کی بات بالکل نظر انداز کی تھی،

ان تینوں نے علی کے گرد بند و قیں تان دیں،

مگر اسکے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا،

"موت کا فرشتہ اجازت لے کر تھوڑی آتا ہے!" وہ تھالی سرکاتے ہوئے اپنے ہاتھ پونچھ کر کھڑا ہوا، اور نہایت اطمینان سے کہا

پھر اپنی بندوق نکال کر اس لڑکے کے ماتھے پر گو»لی ماری،

وہ بے جان سا ہوا زمین پر گرا،

جب قھرمان نے پیچھے سے ہی باقی دو کھڑے لڑکوں ڈھیر کر دیا،

اب وہ بوڑھا شخص ہی بچا تھا،

اس سے پہلے وہ کوئی حرکت کر پاتا، علی نے اسکے سر پر بندوق رکھتے ہوئے اپنی ایک ٹانگ اسکی کرسی کے ہتھے پر رکھی،

وہ لمحے میں کھیل بدل دینے کی سکت رکھتا تھا،

"قھرمان اسکے پیچھے کھڑا تھا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"تمہیں کس... "قھرمان کی بات بیچ میں ہی علی نے کاٹ دیا،

اور بندوق پر زور دیتے ہوئے اسکی آنکھوں میں جھانکا،

"وہ بچی کہاں ہے؟" قھرمان نے پھٹی ہوئی آنکھوں سے علی کی پشت دیکھی،۔ یہ علی نہیں تھا،

قھرمان کو لگا وہ پہلا سوال یہی کرے گا،

کہ میاش پاشا کہاں ہے..

یا پھر وہ کس کے لیے کام کر رہا ہے،

مگر اس نے قھرمان کی سوچ کے برعکس سوال کیا،

جسکی بابت وہ یقیناً شذر رہ گیا تھا،

"کون سی بچی؟" اس بڑھے کی دہشت کے سبب آنکھیں بھیگنا شروع ہو گئی،

"وہی جس کی جان کی قیمت لگائے تم نے اس کے بھائی کو ہمارے گھر بھیجا تھا "

علی نے دانت پیس کر اسے دیکھا،

وہ اس بڑھے کی آنکھوں میں موت کا خوف دیکھ سکتا تھا،

"وہ اس کمرے میں ہے" اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے سامنے کی طرف اشارہ کیا،

وہ ایک کمرہ تھا بوسیدہ حال سا،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

"قھرمان بھائی!" وہ اس بڑھے کو قھرمان کے حوالے کرتا اس کمرے کی طرف بڑھا،
قھرمان کو لگا وہ کسی مافیا کے ڈان کے ساتھ نہیں ایک پولیس آفیسر کے ساتھ آیا ہے،
جس کو انسانیت کا فرض نبھانے کی پڑی ہے،

"میرے بابا کہاں ہے" قھرمان نے اس کے منہ پر مکا جڑا،

"میں ایک سادہ آدمی ہوں! جو پیسے کے لیے کام کرتا ہے، میں نہیں جانتا! بس ایک آدمی نے مجھے چند پیسے دیے تھے
یہ کام کرنے کے لئے" وہ بڑھا روتا ہوا اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا، اور کسی طوطے کی طرح ساری باتیں کہہ رہا
تھا،

"کون تھا وہ؟" قھرمان نے اس کا گریبان پکڑا،

اس بوڑھے نے دونوں ہاتھ اس کے سامنے کر دیے،

"میں کچھ نہیں جانتا"

قھرمان نے ایک اور مکا دے مارا،

"مجھ پر رحم کرو!"

"تم رحم کے قابل نہیں ہو"

قھرمان نے اس کے منہ پر اتنے گھونسنے مارے کہ اس کا منہ پھٹ گیا،

READERS CHOICE

قہارے ہیں لائبہ سمیع

پھر اسکے منہ میں بندوق رکھی!

"اگر تم سچ نہیں بولو گے تو میں یہ گولی چلا دوں گا" تنبیہ کرنے والا انداز اپنایا گیا،

"میں بتاتا ہوں!"

"میں بتاتا ہوں"

وہ شخص جھپٹایا،

قہرمان نے اسکے منہ سے بندوق ہٹالی،

"مجھے پیسے ہاشم خانزادہ نے دیے تھے" روتے ہوئے بتایا گیا، اسکی سانس پھول رہی تھی، اور ہونٹ کا کنارہ پھٹ چکا

تھا،

مگر قہرمان جواب سنتے ہی جیسے سکتے میں چلا گیا،

"میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا، مجھ پر رحم کرو!" وہ دوبارہ گڑ گڑایا،

مگر قہرمان اسے گریبان سے پکڑ گھسیٹتے ہوئے باہر لے گیا،

READERS CHOICE

"وہ کمرے میں پہنچا تو دیکھا ایک دس سالہ بچی زمین پر گری ہوئی ہے،

اسکی سوچ کر ہی روح کانپ گئی کہ وہ اس معصوم بچی کے ساتھ کیا کرنے کی دھمکی دے رہے تھے،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

علی کے دل میں کسی کو نے پر،

جہاں انسانیت کا وجود،

جز باتوں کا وجود

آج بھی تھا وہ شدت سے دھڑکا،

علی گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا،

وہ آہٹ پر نیند سے جاگ گئی،

"بھائی" اپنی آنکھیں ملتے ہوئے وہ نیند سے بیدار ہوئی،

مگر سامنے اسے کھڑا دیکھ ڈر گئی،

علی کے چہرے پر درد تھا،

"مجھے نہیں مارنا، اب تو میں رو بھی نہیں رہی" اسنے بلکتے ہوئے اپنے ننھے ہاتھوں سے منہ کو چھپا لیا،

اسکی آنکھیں سیاہ تھیں،

"میں آپ کو نہیں مارونگا!" اسنے بچی کے آنسو پونچھے،

اور پھر اسے گود میں اٹھالیا،

المیرا کے ساتھ نے علی کو آنسو پونچھنا تو سیکھا ہی دیے تھے،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"آپ مجھے بچانے آئے ہیں! سپر ہیرو بن کر؟" اس بچی نے معصومیت سے سوال کیا،
علی کے دل میں ٹیس اٹھی،

قہرمان کی نظروں سے یہ معاملہ نہیں چھپ سکا،

"میں تمہارا بھائی بن کر آیا ہوں میری بہن" اسنے اس بچی کے بالوں میں شفقت سے بوسا دیا،
اسکی آنکھیں نم تھیں،

اگر وہ یہاں نہ آتا تو؟؟

اسکے آنے سے پہلے ہی وہ اس بڑھے کو ڈگی میں بند کر چکا تھا،

"بھائی کچھ معلوم ہوا" اسنے آتے ہی قہرمان سے پوچھا،

قہرمان نے اپنی سبز آنکھیں اسکے وجود پر گاڑھی،

پھر گود میں اٹھائی بچی کی طرف

جو قہرمان کو ڈری ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی،

"کیا میں اپنے سامنے اسی علی کو دیکھ رہا ہوں جو بے رحم سفاک تھا؟" یہ اس کا طنز تھا،

یادہ واقع پوچھنا چاہتا تھا،

اسکے دل میں یہ جذبات کا عنصر کس نے بھر دیا تھا،

تمہارے ہیں لائبر سمیع

علی نے جواب نہیں دیا،

کیونکہ اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا،

وہ آگے بڑھ گیا،

قہرمان نے اسکی پشت دیکھی پھر گہری سانس لی،

"علی مجھے کیوں لگ رہا ہے تم اپنا وجود کہیں چھوڑ آئے ہو؟" وہ یہ کہتا گردن جھٹکتا ہوا آگے بڑھ گیا،

اگر کہا جائے صحبت کا اثر ہوتا ہے،۔

تو اسکا عملی نتائج آج علی کا وجود تھا،



"میرا نام پیماش پاشا ہے سببہ خانزادہ! افسوس تم مجھے نہیں جان پائی!" وہ اس وقت ذولفقار کے گھر میں تھا،

وہ لومڑی کو بھی مات دے دے مکاری میں،

وہ اتنا چالاک تھا،

وہ تو پھر سبینہ خانزادہ تھی، اسکی پہلی بیوی،

READERS CHOICE اور قہرمان کی ماں،

ہاں یہ ایک سچائی تھی، جو بچہ علی نے دیکھا تھا، وہ سببہ اور یماش پاشا کا بیٹا قہرمان پاشا تھا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

جس کی آنکھیں اس کی ماں کی طرح تھی،

سبز رنگ کی، تناور شجر کی مانند،

سلیم اور اسکی بیٹی دوسری بیوی سے تھے، مگر سبینہ کے جانے کے بعد اسنے سبینہ کے وجود کی ہر چیز وہاں سے مٹا دی تھی،

سوائے قھرمان پاشا کے،

وہ عورت سبینہ خاندانہ تھی جو یماش پاشا کے ساتھ تھی،

یماش پاشا کی پہلی بیوی تھی، اور قھرمان سوتیلابھائی تھا سلیم کا یہ راز یا تو یماش پاشا خود جانتے تھے،

یا پھر سبینہ، اور ایک نام یہاں جڑ گیا، اور وہ تھے خالد بے! ہاں خالد بے بھی اس سچائی سے واقف تھے،

کہ یماش پاشا کی پہلی بیوی سبینہ خاندانہ تھی،

"میں چاہتا تو اسی دن بچ کر نکل جاتا!"

"مگر میں یہی چاہتا تھا کہ یہ گیم تم جیتو!"

"تاکہ مجھے تمہارے پینتیس سال کے بعد لوٹ کر آنے کی وجہ معلوم ہو!"

اسکے ہاتھ میں مٹی تھی جس کو وہ ہاتھ میں اٹھاتا،

پھر اسے پھسلتا ہوا دیکھتا،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

"تم بھول گئی تھیں کیا پیماش پاشا کو کوئی قید میں نہیں رکھ سکتا! جب تک وہ خود نہ چاہے؟"

اسنے وہ منظر یاد کیا جب وہ فرار ہوا تھا وہاں سے،

"کیا یہ ابھی بھی بے ہوش ہے؟"

ایک نسوانی آواز گونجی،

"میم ہمیں لگتا ہے انجیکشن کی ڈوس زیادہ ہو گئی ہے، اسکے مرجانے کا خطرہ لاحق ہے!"

ایک فرمانبردار آدمی نے بتایا، جس پر سبینہ خانزادہ کی بیٹی گل خانزادہ نے اسے دیکھا،

ہاں وہی انیس سالہ گل خانم جو استنبول کی گلیوں میں بے جان ہوئی پڑی تھی،

"یہ مرنا نہیں چاہیے ورنہ خانم ناراض ہو جائے گی!، ایک کام کرو اسکے ہاتھ کھولو!" وہ تحکم بھرے لہجے میں بولتی اسکے سامنے بیٹھی،

وہ اب بھی زمین پر بے سدھ پڑا تھا،

ملازم نے حکم ملتے ہی ہاتھ کھول دیے،

گل خانم اسکے سامنے بیٹھی،

پیماش پاشا اسی موقع کے انتظار میں تھا، اسنے جھٹ سے بندوق نکالی، سامنے کھڑے ملازم کی،

اور گل خانم کی کنپٹی پر رکھ دی،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

"اگر کوئی بھی ہلا تم میں سے تو جان سے مار دو نگا اسکو میں!" دھمکی دیتے ہوئے اسنے کہا،

اور اشتعال انگیز آنکھوں سے ان پانچ لڑکوں کو دیکھا،

گل خانم نے ہاتھ کے اشارے سے بندوقیں نیچے رکھنے کا کہا،

سب نے بندوقیں نیچے کر لیں،

"اے درواز اکھول سامنے والا!!!" میاش پاشانے دھمکی لگائی، گل خانم نے آنکھوں کے اشارے سے دروازے کو کھولنے کا کہا،

یہ دروازہ جنگل کی جانب کھلتا تھا،

وہ یوں ہی گل خانم کو گھسیٹتا ہوا باہر آیا،

"اگر میرے پیچھے کوئی آیا تو!" گل خانم نے آنکھوں کے اشارے سے سب کو منع کیا پیچھا کرنے سے،

"وہ پیچھے ہوتا چلا گیا،

"اب یہاں سے راستہ ناپو" گل خانم نے اسے دیکھا پھر جنگل کی طرف سے دوسری سڑک پر جانے کا کہا،

جب پیچھے سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی،

وہ میاش پاشا کے پاؤں پر لگی،

گل خانم کے منع کرنے کہ باوجود سبینہ کے آدمی اسکے پیچھے آئے تھے،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"پاشا بھاگ جاو یہاں سے" وہ کسی ڈھال کی طرح ان کے مابین کھڑی ہو گئی،

"یوسف! جمیل! براق!" اسے تینوں کا نام لیا نہایت سخت اور تیز آواز میں،

وہ تینوں گل خانم کی آواز پر رک چکے تھے،

"تم تینوں میرے بندے ہو! اور میرے تایا کے خلاف بند و قیں بلند کرو گے؟" وہ ان تینوں کے سامنے کھڑی تھی،۔

انسان میں فطری طور پر ہی خاندانی محبت کا عنصر ہوتا ہے،

اور میماش پاشا نے یہی کارڈ کھیلا تھا،

ایمو شٹل کارڈ!!!

تین دن پہلے!!!!

"آپ نے میرے بھائی پر بہت ظلم کیے ہیں!"

وہ پاشا کے پاس آئی تھی،۔ انکھوں میں آنسو تھے، اور وہ شکوہ کن اکھیوں سے پاشا کو دیکھ رہی تھی،

پاشا کے کان اس آواز پر کھڑے ہو گئے تھے،

اسنے یونہی بن کر لیٹے رہنے کا فیصلہ کیا،

یونہی آنکھیں بند کیے بے ہوشی کی حالت میں،

"میری ماں سے دور مجھے تم نے کر دیا تھا،!"

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"میں نے تو ان کی خوشبو تک محسوس نہیں کی"

"میرا باپ میری پیدائش کے بعد ہی مر گیا،

اور میرا بھائی!!! اسنے تاسف سے سانس کھینچا"

وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوئی تھی، اور

اسکے جسم پر مٹی لگی ہوئی تھی،

اور جسم ڈھیلا چھوڑا ہوا تھا،

"میں جانتی ہوں! تم نے مجھے بھی جان سے مارنے کے لیے بھیجا تھا! ساجد کو اور اس ساجد کے آنے سے پہلے ہی میں

نے یہ مرنے کا ڈرامہ لگایا! اور وہاں سے بھاگ گئی،

سبینہ نے مجھے بچا لیا،

مگر اس تگ و دو میں وہ سلیم رل گیا! ساتھ میں چاہتی تھی کہ تمہارے بیٹے آپس میں لڑ جائیں! اسلیے وہ خط لکھے،!

اور سلیم کو لکھا کہ تمہارا باپ میرا قاتل ہے!! وہ پاگل ہو گیا ہے ہو سکتا ہے مر بھی گیا ہو!!، تمہارے بیٹے بکھر گئے

یماش پاشا تم نے میرے بابا میری ماں اور میرے بھائی کو مجھ سے دور کیا میں نے تم سے تمہاری اولادوں کو دور کر دیا

"- وہ زمین پر گرے یماش پاشا سے دھتکار سے کہہ رہی تھی،

بدلے کی آگ سے پھری ہوئی زینب تھی وہ، جس کی پیدائش کے بعد ہی غموں کا تسلسل بڑھ گیا،

اور ماں باپ سے دور ایک مچھیرے کے پاس پلے بڑھی،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

اور بچپن سے ہی اسکا تعلق تھا سبب سے،

وہ اکثر آیا کرتی تھی ان کے گھر اور بچپن سے اس کے کانوں میں زہر انڈیلا گیا تھا،

"تم نے میری زندگی کیوں برباد کر دی" وہ رونے لگی،

اسنے سوچا یہی وقت ہے ہتھوڑی مارنے کا لوہا بھی گرم ہے،

وہ اداکاری کرتے ہوئے اٹھا،

"زینب!!! میرے سفیان کی بیٹی!" آواز میں لڑکھڑاہٹ لیے اسنے گل خانم کو دیکھا وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی،

"میرا جن سے تعلق تھا وہ مرچکے ہیں!" اسنے تنبیہ کرنے والا انداز اپنایا،

یماش پاشا کی آنکھوں میں آنسو آئے،

"ہائے سفیان میں نے اپنی زندگی تم ہر لٹائی تمہاری اولاد میری نہیں رہی" یماش پاشا نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا،

اور پھوٹ پھوٹ کر رو دیے، وہ جانتا تھا جیسے کس بندے کو کس طرح ڈیل کرنا ہے،

وہ لوگوں کی نفسیات جانتا تھا،

کچھ دیر یونہی نوحہ گری کرنے اور منہ پر اپنے طمانچے مارنے کے بعد اسنے پہلو تبدیل کیے،

دوسرا پتا پھینکا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"زینب میں نے تمہاری ماں کو نہیں مارا، ہاں اگر تم مجھے یہاں سے نہیں نکالو گی، تو تمہارے بھائی کو مار دیں گے! اسکی بیوی المیرا!!! وہ سہی نہیں ہے!" اسنے ایک اور راز المیرا کے متعلق عیاں کیا، یہ کیا تھا،

المیرا کا کیا تعلق تھا ان سب سے،

"تم جھوٹ بول رہے ہو!!" وہ منمنائی،

"میں جھوٹ نہیں بول رہا زینب! وہ ہاشم کی بیٹی ہے! اور میں نے خود سنا ہے وہ ہاشم مارنا چاہتا ہے علی کو! وہ اپنی بیٹی کو یقیناً اس بات کے لیے استعمال کرے گا" اسنے دیکھا جب زینب اس کی باتوں میں آنے لگی ہے،

تو اور اس بات کو ہائی لائٹ کرنے لگا،

زینب کو دھچکا ضرور لگا تھا اس بات کا،

کیونکہ اسنے اکثر سنا تھا المیرا کے بابت مگر وہ مکمل طور پر بھی تو نہیں جانتی تھی المیرا کو،

مگر اسکی بات کا وزن کم نہ ہوا سیلے اپنے لہجے کو مضبوط رکھنے کی کوشش کی،

"المیرا ایسی نہیں ہے!" اسنے کھوکھلی دلیل دی، مگر ناچاہتے ہوئے بھی اسکا لہجہ مشکوک ہو گیا،

اور پیماش پاشانے اسی بات کا فائدہ اٹھایا،

"کسی کے چہرے پر نہیں لکھا ہوتا کون کیسا ہے!" وہ بھی اسی ٹون میں بولا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

وہ باتوں سے کھیلنے کا ماہر تھا،
یو نہی تو وہ یماش پاشا نہیں تھا، ایک بڑے سسٹم کالیڈر،
"تمہارا بھائی مر جائے گا، وہ واحد رشتہ ہے تمہارا"
اسنے واحد پر زور دیا، اسکے لہجے میں عجیب قسم کی کشش تھی،
کہ زینب کو ایک پل کے لیے شک ہوا تھا سبینہ کے منصوبے پر،
"وہ سبینہ بس قھرمان کو چاہتی ہے! اور اپنا بدلہ چاہتی ہے! اسکا علی سے کوئی تعلق نہیں ہے!" گل خانم عرف زینب
زمین پر یو نہی بیٹھی رہی،
اب تو اسکے پاس کوئی دلیل بھی نہیں تھی موجود!
یماش پاشا کی ایک اور اسپیشلیٹی تھی، وہ دوسروں کو آسانی سے اپنی بات پر قائل کر لیا کرتا تھا،
"میں تمہاری مدد کرونگی مگر اس سے پہلے تمہیں وعدہ کرنا ہوگا تم میرے بھائی کو سب سازشوں سے بچاؤ گے!" اسکی
کچی عقل فوراً جھانسنے میں آگئی،
اور یماش پاشا اسی موقع کے انتظار میں تھا،
فورا سراثبات میں ہلادیا،
اسکی عقل پر بھائی کی محبت غالب آگئی تھی،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبر سمیع

اسنے جان بوجھ کر وہ دن تلاش کیا جس دن سبینہ خانزادہ وہاں موجود نہ ہو،

اور پھر پورا ڈرامہ رچایا۔

ان تینوں نے بند و قیں نیچے کیں،

اور پھر وہاں سے جانے لگے، جب گل خانم نے ان تینوں کو اپنی بندوق سے شوٹ کر دیا،

وہ کوئی سوراخ نہیں چھوڑنا چاہتی تھی!

پھر خود کے جسم پر بھی تیز دھار آلے سے نشان لگائے تاکہ سبینہ کو یقین دلا سکے میماش پاشا خود فرار ہوا ہے،

●●●●●●<<<<<<<<●●●●●●●●●●●●●●●●<<<<<<<<●●●●●●●●●●●●●●●●<<<<<<<<●●●

المیرا اس کمرے میں آئی، وہ کمرہ ادھوری پیسٹنگز سے بھرا ہوا تھا، اسکا منہ کھل گیا، اس نے ایک ہی لمحے میں ان تمام

ادھوری پیٹنگز کو دیکھ لینا چاہا،

اور اسکے عین سامنے ایک کینوس تھا،

جس پر ایک لال کپڑا ہوا تھا،

وہ چھوٹے قدم اٹھاتی اس بیٹنگ کے قریب آئی، جگہ جگہ گرد غبار تھا ساتھ ہی رنگوں کے نشان، اور ایک ساتھ چھینکی

گئی وہ تصویریں جو رنگوں کی محتاج تھیں،

اسنے لال چادر کو اپنے نازک ہاتھوں سے ہٹایا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

تو سامنے کی بیٹنگ دیکھ وہ حیران ہوئی،
یہ نہایت خوشگوار حیرت تھی،
اسکے ماتھے کے بل سمٹ کر اسکے عنابی ہونٹوں پر مسکان لے آئے،
چہرے پر گرتی قطرہ قطرہ خوشی تھی،
وہ ایک مکمل تصویر تھی،
ایک خوبصورت کپل جو ایک ساتھ برسات میں رقص کر رہے ہیں، وہ محویت سے اس بیٹنگ کو دیکھتی رہی،
جیسے وہ تصویر اس سے بہت سی باتیں کہہ رہی ہو،
وہ علی تھا ساتھ المیرا تھی،
کسی نے اس منظر کو کھینچا تھا،
بنانے والے اس منظر کو اپنی تصویر میں اتارا،
اور جیسے ان ساکت وجودوں میں جان بھر دی تھی،
المیرا کو تو یو نہی لگا،
رم جھم برستی بوندوں میں۔ وہ دونوں رقص کر رہے ہیں،
المیرا اور علی،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

ہر برسات کی بوند گلاب کی پتیوں کی مانند آسمان سے گر کر ان کے جسم کو چھوتی ہے،
چار و طرف ایک بھینی خوشبو ہے،
المیرا کے بال گیلے ہو رہے ہیں، اور لٹیں الجھ کر اسکے چہرے پر چپک چکی ہے،
پھر ایک ہاتھ محبت سے اسکی چہرے کی لٹو کو کان کے پیچھے اڑساتا ہے اور ان الجھی لٹوں کو سلجھانے لگتا ہے،
وہ علی تھا، وہ اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی،
علی اسکی محبت تھا،
وہ اپنے خیالوں میں کسی دوسری دنیا میں کھوئی تھی،
وہ ان آنکھوں کو دیکھ رہی تھی جو المیرا کی الجھی لٹوں میں اٹکی تھیں،
پھر وہ ہمت کرتی ہے
اور ان خوبصورت آنکھوں کو چھو لیتی ہے جو دنیا کے حسین ترین رنگوں سے بنائی گئی تھی،
"مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے علی"،
تخیل کی دنیا بھی کتنی عجیب ہے، کوئی حد نہیں ہے اس میں،
اسے لگا جیسے وہ تصویر اسکے روح میں اتر گئی،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"یہ تصویر ہماری طرح مکمل مگر بس ایک چیز کی کمی ہے" اسنے تصویر پر غور کیا پھر نچلا لب دانتوں تلے دبائے ہوئے ایک نقص تلاش کیا پھر مار کر ڈھونڈنے لگی،

وہ اپنا اور علی کا نام لکھنا چاہتی تھی، اسنے ایک لکڑی کی تین درازوں والی میز کو دیکھا، جس کے سامنے شیشہ لگا ہوا تھا، جس میں وہ اپنی صورت ہی دیکھ سکتی تھی صرف،

اسنے شیشے کو نظر انداز کیا اور سب سے اپروالی دراز کھولی،

دراز میں بھی کچھ خاص سامان نہیں تھا، رنگ تھے اور پینٹ برش،

المیرانے اس میں سے ایک مار کر کو اٹھایا، اور علی کے ساتھ اپنا نام لکھ دیا، پھر مسکرا کر اسے دیکھنے لگی،

"خدا کرے تمہارا نام میرے نام کے ساتھ کبھی الگ نہ ہو!" یہ کہتے ہوئے اسکی آنکھیں نم ہوئیں تھیں، دراز ہنوز یونہی کھلی ہوئی تھی،

سامنے بڑی سی کھڑکی تھی، جس پر پردہ ڈالا گیا،

اسنے ہاتھ میں مار کر تھاما ہوا تھا،

اور بازو لپیٹے اس تصویر کو نہار رہی تھی،

اسنے اس لمحے کے ہزار ویں حصے میں اس تصویر کی بلائیں لی،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

اسے آج معلوم ہوا کہ علی ایک اور ہنر جانتا تھا،

پھر وہ ہاتھ میں موجود اس مار کر کور کھنے کی غرض سے دوبارہ اس ٹیبل کی طرف گئی،

جب اسکی نظر ایک چور دراز پر گئی،

جو اسی کے اندر تھی، اسنے ٹولا،

پھر ماتھے پر بل لائے اس دراز کو مکمل کھول دیا،

سامنے پیپر زپڑے تھے، المیرانے ان پیپر ز کو اٹھایا،

اور دونوں بھونیں اچکایے اسے ٹیبل کے اوپر رکھا،

چند لمحوں پہلے والی خوشگوار غائب ہو چکی تھی،

اس میں چھوٹی چھوٹی تصویریں چپکی ہوئی تھیں،

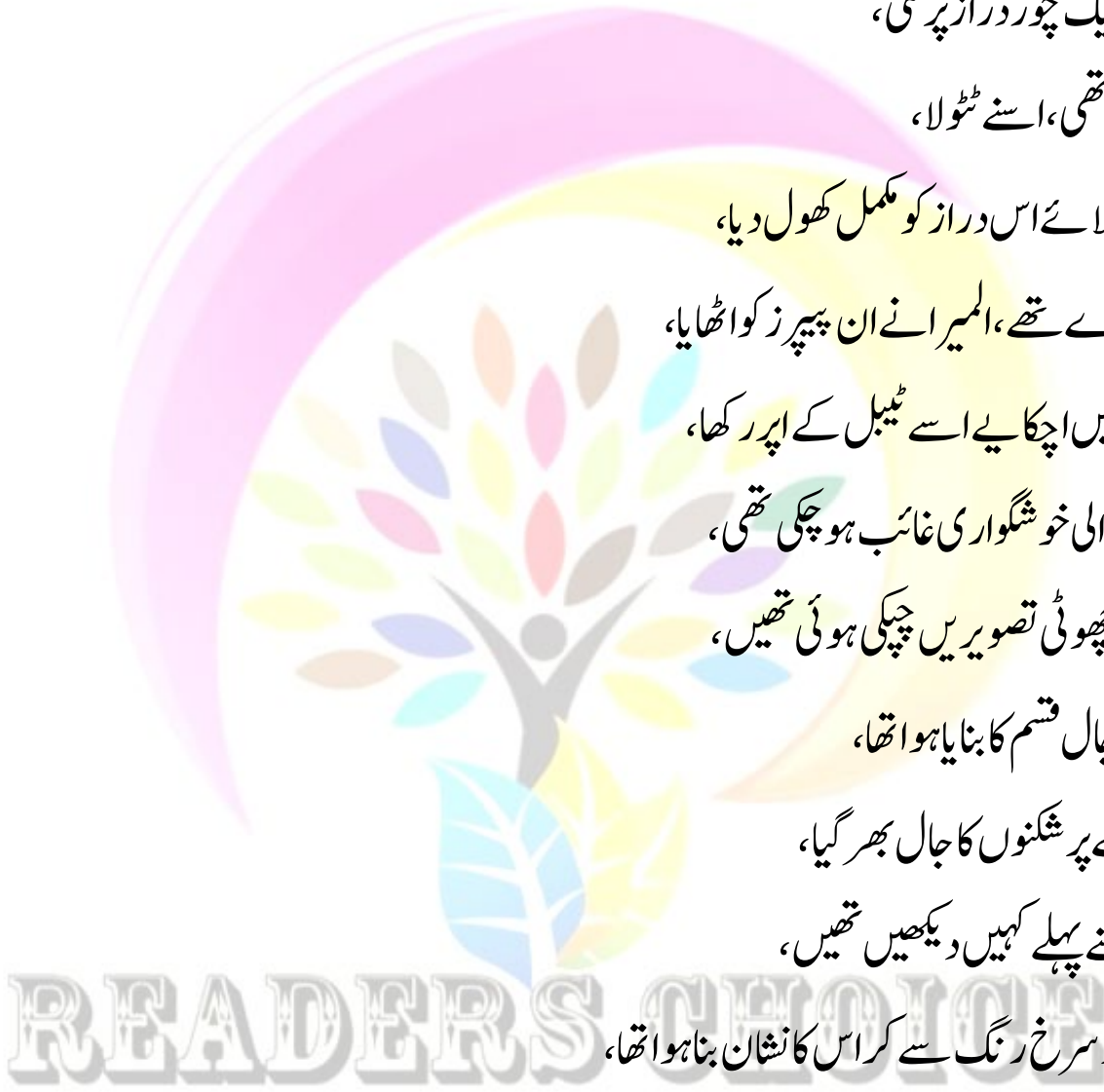
اور ساتھ ایک جال قسم کا بنایا ہوا تھا،

المیرا کے چہرے پر شکنوں کا جال بھر گیا،

یہ تصویریں اسنے پہلے کہیں دیکھیں تھیں،

ان تصویروں پر سرخ رنگ سے کراس کا نشان بنا ہوا تھا،

یسرا کے ساتھ جب وہ بیٹھی تھی،



تمہارے ہیں لائبہ سمیع

تو اس نے دیکھا تھا، یسر کسی لیڈر کے قتل کے بارے میں ثبوت تلاش کر رہی تھی،

اسکے چہرے کا رنگ پھیکا پڑتا چلا گیا،

اسنے حواس باختگی کے عالم میں دوسری دراز کھولی، اسمیں جو چور دراز تھی اسمیں بندوق رکھی ہوئی تھی،

المیر نے کپکپاتے ہاتھوں سے بندوق کو اٹھایا،

پھر گٹھنے کے بل بیٹھ کر بیچ والی دراز کھولی،

جہاں ایک فریم تھا،

اس میں تین لڑکے کھڑے تھے، سبز آنکھوں والا قہرمان،

سلیم اور علی،

المیر اکے ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں نمودار ہوئیں،

اسکے ہاتھ ہنوز کانپ رہے تھے،

پھر اسنے آخری دراز کو کھولا،

جو سبز رنگ کا کاغذ تھا،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"تم جاننا چاہتی ہوں نہ علی کے بارے میں! تو سنو! وہ ایک مافیا کا کارندہ ہے، جس نے ناجانے کتنے معصوموں کا قتل کیا ہے، اگر یقین نہیں ہے تو خالد بے سے پوچھ لو، جب جان لو تو ترکی کے شہر مار دن پہنچو، میں تمہارا وہیں انتظار کر رہا ہوں!"

کسی نے اردو زبان میں اس کا غزیر لکھا تھا، المیرا کی حالت ناقابل بیان تھی، اسکی آنکھوں کے کنارے سرخ ہونے لگے، اسنے اس نوٹ کو مٹھیوں میں بھینچ لیا،

اور وہ زمین پر بیٹھ گئی ایسے جیسے اسکا سارا سامان اس سے چھین کر اسے نہتا پھینک دیا ہو، المیرا کے سامنے وہ منظر کسی فلم کی طرح چلا، "ان کا ایک بیٹا ہے سلیم پاشا ہے!"

"مجھے حیرت پاشا کے بیٹوں کے بارے میں کوئی نہیں جانتا!" اسے وہ رات یاد آئی، جب دو بندے اسکے کمرے میں آئے تھے، "سلیم..." اسنے حیرانی کے عالم بڑبڑایا،

"پاشا" اسکا جسم کانپ گیا آنکھوں سے آنسو روانی سے بہنے لگے، پاؤں بے جان ہو گئے، اسے معاملہ سمجھ آ گیا تھا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

ممکن تھا یہ وہی پاشا خاندان ہو جس کی متعلق یسرا بات کر رہیں تھیں،

وہ اس رات جو خون کے داغ تھے، اور رحیم،

المیرا کو اپنی عقل پر ماتم کرنے کا جی چاہا،

وہ کیسے نا سمجھ سکی،

سب کچھ اتنا واضح تھا، اتنا واضح،

"تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے علی!" وہ سر پر ہاتھ رکھتی اب علی کے کو قصور وار قرار دے گئی،

اب اس کا رخ خالد بے کی طرف تھا،

وہ غصے کی آگ میں جلتی درشتگی سے کھڑی ہوئی،

وہ جس نے صرف چار دیواری میں دنیا دیکھی تھی،

اسے معلوم نہیں تھا، کہ دنیا میں کتنی فریب کاری ہے،

اسکا تعلق بس گھر سے کالج اور کالج سے گھر تھا،

آج اسے احساس ہوا، وہ جیسے بھی تھی اس زندگی میں مگر کبھی بھی باہر کی دنیا کی خطرناک آگ سے نہ تو یسرانے کبھی

اسے چھونے دیا نہ صدمہ صدمی نے،

انسان پر جب برا وقت آتا ہے، تو اسے پہلا وقت غنیمت لگتا ہے،

تمہارے ہیں لائبر سمیع

اور المیرا کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا،

یقیناً وہ بھی ایک عزاب تھا، کہ مساوات کا معاملہ نہیں تھا اولادوں کے درمیان مگر وہ اس قیامت سے کم تھا جو وہ اس وقت محسوس کر رہی تھی،

وہ تصویر جو سامنے تھی زمین پر گر گئی، اور سیاہ رنگ نے اس تصویر کے خوبصورت رنگوں کو بگاڑ دیا،
ہوائیں بھی اب الٹی سمت چلنے لگی تھیں،

اور علی المیرا کے درمیان ایک بڑی دراڑ پیدا ہو گئی، جیسے سفیان اور شائستہ کے درمیان ہوئی تھی،
مگر المیرا کی محبت کے گواہ وہ پتھر،

وہ ستارے،

وہ گل،

وہ مہتاب،

اور خورشید،

تنہائی میں دکتا وہ دیا،

READERS CHOICE

اور اندھیروں سے اجالے تک آنے والا ایک ننھا پرندہ!

کوئی نہیں چاہتا کہ ان زخمی روحوں کا اختتام ایسا ہو جیسا سفیان اور شائستہ کا ہوا تھا!

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

ماضی!

"سفیان مجھ سے بھاگا نہیں جا رہا!" وہ یو نہی سیڑھیوں پر بیٹھ گئی،

جبکہ پولیس اندر حویلی میں داخل ہو رہی تھی،

اسنے دیکھا تحمینہ پاشا اور باقی تمام ایک تنگ راستے سے فرار ہو رہے تھے،

"میری جان تھوڑی ہمت کر لو!" سفیان پاشا اسکے قدموں میں بیٹھا،

اور اسکے گٹھنے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بے بسی سے کہا،

"سفیان ہم بھاگ کیوں رہے ہیں!" اسنے پھولے تنفس کے ساتھ کہا اسکے آنکھوں کے کنارے بھگنے لگے،

"ہمیں جانا ہو گا ورنہ اگر ہم نچھڑ گئے تو شاید خوابوں میں بھی نہ ملیں!" سفیان کی آواز میں جتنا درد وہ محسوس کر سکتی تھی

وہ بیان کے قابل نہیں تھا، سفیان نے اسکی گود میں سر رکھ دیا، اور پھوٹ پھوٹ کر رو دیا،

جیسے جدائی کی نوید پہلے ہی سنا دی گئی تھی،

شائستہ یہ دیکھ مچل اٹھی،

اسنے ہاتھوں کے پیالے میں سفیان کا چہرہ بھرا،

شائستہ کی آنکھیں بھی بھیگی ہوئی تھیں،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"ہم نہیں بچھڑیں گے، اور اگر بچھڑ گئے تو انجام سوائے موت کے کچھ نہیں۔ ہوگا، ہماری دوسری اولاد کا بھی حق ہے کہ وہ اپنے بابا کی گود میں کھیلے،" اسنے سفیان کے ماتھے پر بوسہ دیا پھر اسکے ہاتھوں پر، سفیان کی آنکھ سے آنسو بہہ کر ناک تک آیا، اسکی ناک کھڑی تھی، وہ بلاشبہ حسین تھا! اسنے شائستہ کو سہارا دیا،

اب وہ دونوں بھی تنگ راستوں سے فرار ہو رہے تھے، شائستہ کے لیے چلنا مشکل تھا کیونکہ اسکے پاؤں میں شدید سوجن تھی،

سفیان آگے کی جانب بھاگتا ساتھ آستین سے آنسو بھی پونچھتا کہ آگے کا راستہ ظاہر ہو جائے۔ جو بار بار آنکھوں۔ میں دھندلا ہٹ کے باعث نظر نہیں آ رہا تھا، اور وہ اسی وجہ سے تھا کہ ایک دشمنی کی بابت ان پر الزام لگایا گیا اور غداری کی گئی! ان کے ہی ایک آدمی نے، اور پولیس کو یہ حکم تھا کہ یماش پاشا کو جہاں دیکھا جائے گولی مار دی جائے، اسلیے سفیان پاشا کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا،

کیونکہ وہ جانتا تھا اگر یماش پاشا مر گیا تو بچپنا ان کے گھر میں کسی نے بھی نہیں تھا، سفیان پاشا کو نہیں معلوم تھا کہ اسکی محبت کے ساتھ چند لمحے اور گزارنے نصیب ہونگے بھی یا نہیں، اور یہ حکم اچانک ہوا، اور وہ یہ بھی جانتا تھا، کہ یہ کن لوگوں کی وجہ سے ہو رہا ہے،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

(سفیان کے مرنے کے بعد چند سال یماش پاشا یہاں سے غائب رہے اور پاکستان کے علاقے ملتان میں رہے پھر چند سالوں بعد قسمت کا پاسا پلٹا اور یماش پاشا کی حکومت نے پھر جنم لیا! اور ان پر لگے سارے الزام بے بنیاد ثابت کر دیے گئے! اور وجہ جھوٹا الزام قرار دے کر کیس ختم کروا دیا گیا) !

وہ سب ایک بہت گندے سے کمرے میں موجود تھے،

ایک غار ہی کی مانند تھا وہ کمرہ، جو بڑے پتھروں کے درمیان تھا،

باہر سے لگتا کہ سوائے پتھروں کے کچھ نہیں ہے مگر جب غور کیا جاتا تو وہ ایک خفیہ کمرہ تھا،

جہاں سے باہر کا راستہ نکلتا تھا،

یہ وقتی طور پر بچنے کا ایک اچھا راستہ تھا،

علی قہرمان اور سلیم زہرا (یماش پاشا کی چھوٹی بیٹی) وہ سب وہیں موجود تھے،

جب سفیان اور شائستہ وہاں آئے،

علی فوراً اپنی ماں سے لپٹ گیا،

"سفیان ہمیں معلوم نہیں تھا وہ اس طرح اچانک حملہ کر دیں گے " !

یماش پاشا اپنے چھوٹے بھائی سفیان پاشا کی طرف آئے،

"بھائی امید مجھے بھی نہیں تھی مگر... "سفیان نے کاندھے اچکاتے ہوئے مایوسی ظاہر کی،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"مگر! اس ہاشم نے سب برباد کر دیا!!! لعنت ہو اس پر" یماش پاشا غرائے،

"پاشا! خالد بے وہاں آئے، وہ اس حویلی کے خانساں تھا،

مگر ساتھ ہی یماش پاشا کا ہمراز بھی!

یماش پاشا اسکے پاس آئے،

اور دیکھا وہ کچھ پریشان سا تھا،

انہوں نے خالد بے کو ہاشم کے خاندان کا معلوم کرنے بھیجا تھا،

اور دوست احباب کے بارے میں بھی،

اور اس بابت بھی کہ یہ راز اس تک کیسے پہنچے!

"میری تجویز ہے کہ آپ اس معاملے میں تھوڑا صبر کا مظاہرہ کیجیے گا!"

خالد بے نے تمہید باندھنے کی کوشش کی، جب سامنے سے روکھا سا جواب یماش پاشا کی طرف سے موصول ہوا،

"میں نے تم سے کوئی احتیاطی تدابیر نہیں مانگی خالد!" خالد بے خاموش ہو گئے اور کافی جوان تھے اس دور میں،

چہرہ صاف تھا، اور بھوری مونچھیں تھیں، داڑھی نہیں تھے چہرے پر،

"ہاشم کے لیے کوئی بتانے والی بات نہیں سوائے اسکے کہ وہ وہاں حمدانی کا جگری دوست ہے، ساتھ ہی یہ کہ یہ خبریں

پہنچانے والا بھی وہاں حمدانی ہے" اسنے اٹکتے ہوئے کہا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

یماش پاشا کا چہرہ فق ہوا،

انہوں نے سفیان کو دیکھا پھر سفیان کے ساتھ کھڑی شائستہ کو،

"سفیان !!!" وہ اتنی تیز آواز میں گرجے کہ سفیان بھی ایک پل کے لیے لرزا اٹھا،

"تمہاری بیوی،" انہوں نے ایک تیکھی نظر اس پر گھمائی،

سفیان شائستہ کے سامنے کھڑا ہو گیا، اور وہ اسکی اوٹ میں چھپ گئی

"بھائی آپ مجھ سے بات کریں!" سفیان کے لہجے میں خفگی تھی،

اسے کہاں پسند تھا کوئی اسکی بیوی کو ایسے مخاطب کرے!

چاہے وہ اسکا بھائی ہی کیوں نہ ہو،

"سفیان تم جاننا چاہتے ہوں نہ غدار کون ہے؟"

وہ انتہا پر تھے غصے کی،

سفیان کی آنکھوں میں نا آشنائی کی جھلک اٹھی،

"بھائی میری بیوی کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے!" اسنے بھونپ چکا اور جیسے خبردار کرنے والے انداز میں گویا

READERS CHOICE

ہوا،

وہ اس وقت زینعم علی کی طرح تھا، یا یہ کہا جائے اس معاملے میں زینعم علی اپنے باپ جیسا تھا!

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"تمہارے سالے اور بیوی نے مل کر ہمیں یہاں سڑک پر لادیا ہے!" وہ سفیان کے اس رد عمل پر چڑ گئے،

وہ ان کا ساتھ دینے کی بجائے،

اپنی بیوی کی طرف داری کیے جا رہا تھا،

"بھائی!!" اسکی آواز بلند ہوئی،

پہلی بار سفیان نے اپنے بھائی کے سامنے آواز کو بلند کیا،

یماش پاشا کا چہرہ بد مزہ ہو گیا، وہ حویلی سے دور تھے ایک تنگ راستے سے گزر کر اب وہ ایک ایسے کمرے میں تھے

جہاں سے حویلی تک جانے کے لیے کم از کم دس منٹ کا راستہ تو لگتا تھا،

"سفیان یہ عورت میرے گھر میں نہیں رہے گی!"

"تم اس کو ابھی طلاق دو گے!"

"ہمارے سارے راز یہ ان تک پہنچاتی رہی ہے!"

وہ دونوں بھائی آمنے سامنے کھڑے ہو گئے،

خالد بے نے تمام بچوں کو اپنے ساتھ کر لیا،

سفیان اور یماش پاشا آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اشتعال انگیزی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"بھائی اپنے معاملات سے اس کو دور رکھیں!" اسنے لہجے کو حد تک نرم رکھنے کی کوشش کی مگر لفظوں کی سختی نے انداز بیان کو عیاں کر دیا،

مدھم جلتی پیلی روشنی میں وہ دونوں وجود آمنے سامنے کھڑے تھے، جن کے سائے لمبے ہوتے نظر آرہے تھے، پتھرلی دیواروں پر

"سفیان تم میرے سامنے کھڑے ہونے کی بات کر رہے ہو؟" انہیں جیسے صدمہ ہوا،

"بھائی میں آپکے سامنے کھڑے ہونے کی بات نہیں کر رہا مگر آپ جس غلاظت میں جی رہے ہیں مجھے اور میری فیملی کو اس سے دور رکھیں!" سفیان نے خود غرضی دیکھائی!

یماش پاشا کا دل کٹ گیا،

جس کی عیش و عشرت اور آرائش کے لیے اس نے یہ راستہ چنا تھا،

آج وہی اسے اس بات کا طعنہ دے گیا،

جیتے جی مر جانا کیا ہوتا ہے وہ کوئی یماش پاشا سے پوچھتا!

اس نے کس طرح لا تعلقی کا اظہار کر دیا،

یہ وہی بھائی تھا جس کے لیے یماش پاشا نے قلم چھوڑ کر بندوق اٹھائی تھی،

آج وہی اسے غلیظ کہہ رہا تھا،

کبھی کبھی ہم۔ جن کے لیے سب کچھ لٹا دیتے ہیں ایک وقت آنے پر وہ بھی ہمیں یونہی طمانچہ مارتے ہیں،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

جیسے حالات کے سخت تھپڑے ہوں،

اور یماش پاشا کے منہ پر ایک ایسا ہی تھپڑا سید ہوا،

جسکی گونج اسکے کانوں میں ابھی کہیں دور تک باقی تھی،

"کیا کہا تم نے؟" یماش پاشا پر کسی نے جیسے سرد دوزخ کے دروازے کھول دیے تھے،

اور یوں لگتا جیسے وہ سرد ساعزاب پاؤں سے شروع ہوتا دماغ کی رگوں کو مفلوج کر دے گا،

"تم چلے جاؤ یہاں سے!، اپنی بیوی کو لیکر!" اسنے اپنا رخ پھیر لیا،

"تمہارا بھائی پلید ہے چلے جاؤ سفیان!!!" اسنے کسی حد تک اپنے ہاتھ میں موجود ریشہ کو چھپانے کی کوشش کی،

سفیان نے تاسف کی نگاہ گھمائی! اور شائستہ کا ہاتھ تھام لیا،

پھر وہاں سے چلا گیا،

یماش پاشا نے اس خالی دروازے کو دیکھا یقیناً یہ بات صرف اس پر ہی تھی، باقی سب پر نہیں تھی،

رات جیسے تیسے کر کے کٹ گئی،

سفیان اور شائستہ اس وقت ایک لکڑی کے ویران میدان کے ایک گھر میں تھے، جہاں دور دور تک کوئی نہیں تھا،

سوائے چٹانوں اور خالی میدانوں کے،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

صبح فجر کے بعد شفق سا آسمان تھا،

سورج نکل چکا تھا،

اسنے دیکھا، سفیان نہیں تھا ادھر،

اور وہ جانتی تھی وہ کہاں ہوگا !!

اسلیے اسکے پیچھے آگئی اس جھولے کے قریب،

جو پہاڑوں کے درمیان باندھا تھا،

سفیان نے اس کے لیے،

علی وہیں سو رہا تھا،

اسنے دیکھا، سفیان ایک پتھر پر بیٹھا ہے،

جہاں سے تمام منظر شفاف دکھتا، کتنا حسین منظر، پتھر یلے پہاڑوں اور ٹھنڈی ہواؤ کے ساتھ،

وہ سفیان کے برابر میں جا کر بیٹھ گئی،

اور سامنے موجود ان دو پہاڑوں کو دیکھنے لگی،

”میں جانتی تھی تم یہاں ہو گے“ !

اسنے بات کا آغاز کیا، سفیان نے گہری سانس لی،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

پھر اسکے شفاف چہرہ کو دیکھا،

جہاں ایک حسن کی تازگی تھی،

اسنے سفیان کے ساتھ اپنے بازو حائل کیے اور اسکے کاندھے پر سر رکھتے ہوئے نرمی سے آنکھیں بند کر لیں،
جیسے ناجانے کتنا سکون تھا اس لمس میں،

یقیناً پسندیدہ شخص کی خوشبو سے لیکر اسکے لمس تک میں شفا ہوتی ہیں،

”میں نے اپنے بھائی سے کبھی اتنی تیز آواز میں بات نہیں کی!“ سفیان کو ملال ہوا کل رات والی بات کا،

”میں نے تمہیں شادی سے پہلے ہی ساری سچائی بتادی تھی!! مگر تم نے میرے بھائی کے ساتھ بہت غلط کیا ہے!!“
سفیان کی آنکھوں میں آنسو آئے جسکو وہ چھپانے کی کوشش کرنے لگا،

”میں نے کچھ غلط نہیں کیا ہے سفیان!، وہ اسی کے حقدار تھے!“ شائستہ نے بھی اکھڑے لہجے میں کہا،
سفیان نے بے یقینی سے اسے دیکھا،

”میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے بھائی نے میرے لیے بڑی قربانیاں دی ہے مجھے ان کے سامنے شرمسار نہ کرنا مگر
تم نے....“ وہ بات ادھوری چھوڑتا وہاں سے اٹھا اسکے پیچھے شائستہ بھی آئی تھی،

”میں نے کچھ غلط نہیں کیا، میں اپنی اولاد کو اس جہنم میں نہیں ڈال سکتی! تم سمجھتے ہو میرا علی اور یہ (اسنے اپنے پیٹ
کی جانب اشارہ کیا) بچ جائیں گے اس فتنے سے!“ وہ اسکی پشت دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،
سفیان نے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنائی،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"اور سلیم قہرمان اور زہرا کا کیا ہاں؟ کیا تم یہ چاہتی ہو وہ یتیم ہو جائیں!" سفیان اس کے پاس آیا اور اسے بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑ دیا،

وہ اپنی زندگی کے ایسے عالم میں جی رہا تھا،

جہاں وہ ان دونوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑ سکتا تھا،

ایک اس کا بھائی تھا، جس نے اپنی جوانی اپنی محبت اور اپنا سب کچھ اپنے چھوٹے بھائی پر قربان کر دیا، اور دوسری طرف وہ عورت جو اس کے بچوں کی ماں تھیں،

"ایسی زندگی جینے سے بہتر ہے ہو جائیں! آپ کے بھائی کو یہ سب کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا!" وہ بھی برابر کا چینی، خود غرضی اس کے لفظوں سے عیاں تھی،

وقت کی اس دوڑ میں اپنے حالات کے چلتے سب درست ہی تھے،

"میں نے تمہیں اس لیے تو نہیں بتایا تھا! اگر اتنا مسئلہ تھا تو انکار کر دیتی شادی سے پہلے مگر تم نے اپنے گھر والوں کو دھوکے میں رکھا اور ساتھ مجھے بھی یہی کہا!" سفیان نے یاسیت سے ڈوبے لہجے میں پوچھا،

"میں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ تم اپنے بھائی کا اس غلط فعال میں ساتھ دو گے!!، تمہیں چاہیے تھا کہ تم خود انہیں پولیس کے حوالے کر دیتے!" وہ اشتعال انگیزی کی کیفیت سے دوچار تھی،

ساتھ اتنی زور سے چینی کے حلق کی رگیں تک ابھرائیں،

"چپ ہو جاو!" سفیان بے بس ہوا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"کیوں میں چپ ہو جاؤ!! تمہیں آج فیصلہ کرنا ہوگا! میں یا پھر تمہارا بھائی!" وہ جس بات سے بھاگ رہا تھا شائستہ نے اسے اسی کٹھنرے میں کھڑا کر دیا،
دو میں سے کوئی ایک،

اور حقیقت یہ تھی کہ وہ دونوں ہی عزیز تھے،
وہ پشت پر ہاتھ باندھے ان چٹانوں کو دیکھنے لگا،
اسکی آنکھوں میں آنسو تھے،

طویل خاموشی کے بعد بھی کوئی جواب نہ آیا،
وہ خاموش رہا،
جیسے اسکا دل جل رہا تھا،

"سفیان تمہاری خاموشی مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہی ہے!" اسنے سفیان کے پشت پر بندھے ہاتھوں پر نظر گھمائی،

اور اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا،

"تم جانا چاہتی ہو تو چلی جاؤ، مگر میرا علی کہیں نہیں جائے گا!" پشت پر بندھے ہاتھ کھل چکے تھے اور وہ لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا،

شائستہ زمین میں دھنستی چلی گئی!

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

اسنے شائستہ پر اپنے بھائی کو فوقیت دی تھی،

ان چٹانوں نے جیسے اسکا سر کچل دیا،

سفیان سوئے ہوئے علی کو وہاں سے لیکر جا چکا تھا!

جبکہ شائستہ اب بھی بے یقینی کی کیفیت سے دوچار تھی،

ایک درد کی لہر اسکے پیٹ میں اٹھی،

"آہ!!! وہ کراہتی ہوئی زمین پر گر گئی،

وہ جدا ہوئے تو انجام موت تھی، مگر پہلے یہ سفیان نے اپنائی تھی،

کیونکہ وہ بے وفائی کرنا نہیں جانتا تھا،

"خالد بے علی کون ہے!!" اسکی آنکھوں میں جیسے لہو اتر اٹھا، وہ ایک سایہ دار درخت کے نیچے بچھی کر سی پر بیٹھی،

وسط میں لکڑی کی ٹیبل اور سامنے خالد بے بیٹھے تھے،

ٹیبل پر ہاتھ جمائے، وہ اسے پر سکون انداز میں۔ دیکھے گئے،

شاید وہ ایسے تیور پہلے بھی دیکھ چکے تھے کسی کے،

"کیا تم سچ کی تصدیق کرنے آئی، یا جاننا چاہتی ہو؟" انہوں نے جانچتی آنکھوں سے المیرا کا چہرہ دیکھا،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

اور بہت دھیمے لہجے میں پوچھا،

مگر ان کی نظر وکی چھن المیرا کو محسوس ہوتی،

وہ معمولی سارویوں میں بدلاؤ میں آرام سے بھانپ جاتی،

کیونکہ وہ حساس تھی،

"مجھے بس علی کے بارے میں جاننا ہے!" اسنے اپنی انگلیاں ہتھیلی میں ایسے گھسائی کہ لگا، اسکے ہاتھ کی کھال ابھی اکھڑ

جائے گی، اور خون چھٹانک سے باہر نکل آئے گا،

خالد بے نے ہنکارا بھرا،

"اگر تم وہ سننا چاہتی ہوں جو تم جانتی ہو، تو اسکے دفاع میں میری کی گئی دلیل اور بات سب بے معنی ہو جائے گی!"

ان کی آواز میں عجیب سکون تھا،

وہ بہت گہری باتیں کیا کرتے پروفیسر کی طرح،

"میں بس چاہتی ہوں کہ اس بار میری تقدیر مجھ سے وہ نہ چھینے جو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے" المیرا کا لہجہ بھرایا،

وہ خود کو مضبوط دیکھانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی،

"المیرا کیا تم نے دو چڑیوں کی کہانی نہیں سنی" وہ اپنے مخصوص انداز میں بولے،

انکا انداز ہی یہی تھا، وہ ایک لوک کہانی کی شکل میں اپنی بات سمجھاتے،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

وہ یہ سمجھتے تھے کہ کہانیاں انسان کی زندگی سے زیادہ جڑی ہوتی ہیں اور انسان انہی سے سیکھتا ہے، نیکی اور بدی،

یہ ایک آسان طریقہ تھا سمجھانے کا، اس سے انسان نہیں بیزار ہوتا، اور ساتھ ہی وہ آخری کردار کو سننے والے پر چھوڑ دیتے،

دونوں فریقوں کی صورت حال بتا کر،

وہ پوچھتے کہ اگر وہ اس جگہ ہوتے تو کیا فیصلہ کرتے،

اور اس سے فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا،

المیرا نے نفی میں گردن ہلائی،

اسے سمجھ نہیں آیا کہ اسنے سوال پوچھا گیہوں اور جواب وہ چنادے رہے ہیں،

"چلو میں تمہیں سناتا ہوں!" انہوں نے دلچسپی سے بازو میز پر جماتے ہوئے کہانی کا آغاز کیا،

ان کی آواز میں عجیب سحر تھا المیرا ناچاہتے ہوئے بھی متوجہ ہو گئی،

"ایک دفعہ کا ذکر ہے! کسی گاؤں کے ایک درخت پر ایک چڑا رہتا تھا،

وہ بس اپنے کام سے کام رکھتا، کسی کو تنگ نہ کرتا،

ایک دن سخت بارش نے اچکڑا اس گاؤں کو،

تمہارے ہیں لائبر سمیع

ساتھ ساتھ تمام پرندے رہنے کے لیے مسکن تلاشنے لگے،

ان میں ایک زخمی چڑیا تھی، جو بھیگتی ہوئی حالات سے لڑتی ہوئی اس کے گھونسلے کے قریب آگئی، جو درخت کی لکڑی کے وسط میں تھا، (وہ سانس لینے کو رکے، اور المیر اجاد پیتلوں کے ساتھ انکا چہرہ دیکھ رہی تھی، ان کے خاموش ہو جانے پر جیسے یہ تسلسل ٹوٹا)

وہ دھیمے سے مسکرائے پھر دوبارہ بولنا شروع کیا،

"اسنے چڑیا کا استقبال کیا! اور اس طوفان سے بچا کر اسے اپنا گھر رہنے کو دیا!، وہ چڑیا اسکی مشکور تھی،

اس نے اپنے گھر آئی چڑیا کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی بلکہ ہمیشہ مسکراتے ہوئے اسکی ہر بات سنی،

چڑے کو معلوم ہوا کہ چڑیا کہ کچھ دوست تھے جو بہت برے تھے،

اور ماضی میں چڑیا کے ساتھ بہت برا بھی ہوا ہے،

اور یہ کہ چڑیا کو اسکے سارے پرانے دوست برا کہتے آئے تھے،

مگر جب اسنے یہ سب سنا تو نظر انداز کر دیا،

اور چڑیا کو اپنا دوست بنا لیا،

وہ دونوں بہت اچھے دوست بن گئے،

"مگر ایک دن اس چڑیا کو معلوم ہوا، کہ وہ چڑیا ایک ایسے کام میں ملوث ہے جس میں اسے نہیں ہونا چاہیے تھا،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

وہ چڑیا بہت بدگمان ہو گئی، اور اسنے چڑے کو چونچ مار مار کر اسے زخمی کر دیا،

اس کا موقف سنے بغیر ہی فیصلہ اخذ کر لیا،

اور وہ ان زخموں کی تاب نہ لاسکا،

اور چڑیا کچھ دنوں بعد ہی مر گیا !!

چڑیا نے کہا،

کہ برا تھا وہ اور برائی کا انجام برا ہوا اور وہاں سے اڑ گئی، وہ سب بھول گئی کہ اسنے اس چڑیا کے لیے کیا کیا تھا،

بس اسے وہی بات یاد رہی جو اسنے رائے قائم کی،

اور اسی کے چلتے اسنے اس کو مار ڈالا،

اب تم مجھے بتاؤ کیا اس چڑیا نے ٹھیک کیا؟

اسے اس کی بات سننی چاہیے تھی یا اسکا فیصلہ ٹھیک تھا،

انہوں نے فیصلہ المیر پر چھوڑا کہ وہ اس کہانی میں کس کردار کے فیصلے کو اچھا سمجھ رہی ہے،

المیر اچند لمحے ان کا چہرہ دیکھتی رہی،

جیسے فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا ہو،

پھر جیسے کسی نتیجے پر پہنچی،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"اسے بات سننی چاہیے تھی، وہ چڑیا تو خاصی احسان فراموش تھی!" المیرا کے تبصرے پر وہ مسکرائے بغیر نہیں رہ سکے،

"وہ چڑیا علی کی طرح تھا! میں چاہتا ہوں تم بھی وہی بے وقوفی نہ کرو جو چڑیا نے کی تھی!" انہوں نے اب کہانی کا مرکزی خیال بیان کیا تو المیرا کی آنکھیں پھیلیں،

"ایک طرفہ بات سن کر رائے قائم کر لینا انصافی میں شمار ہوتا ہے المیرا!!" المیرا کی زبان تالوں سے چپک گئی،

"میں جب تمہیں بات بتاؤ تو تم جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ لینا! بلکہ وہی معاملہ کرنا جو علی نے تمہارے ساتھ کیا تھا!" ان کی آواز میں التجا اور خوف دونوں کے ملے جلے تاثرات تھے، شاید وہ وہ جانتے تھے جو کوئی نہیں جانتا تھا، المیرا نے نظریں جھکا لیں،

اگر وہ یوں تمہید ناباندہ تھے تو الزام صرف علی کے سر جاتا! اور وہ یقیناً اس جز باتیت میں کوئی فیصلہ لے بیٹھتی،

اسکے لیے انجام کی جھلک کافی تھی، کہ جلد بازی کے فیصلوں میں اکثر نقصان ہو جاتا ہے، انہوں نے بتانا شروع کیا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

ہر بات کو کہنے کی ایک ادا ہوتی ہے،

اور وہ یہ ادا بخوبی جانتے تھے،

وہ چھوٹا بچہ،

جس نے زندگی میں پہلی بار بندوق پکڑی جانتی ہو کب؟

ٹھاہ!.....

ایک بندوق سے گولی نکلی جو سامنے کھڑے اس شخص کو جا لگی،

تڑا تڑ بستی بارش میں دو بھگے وجود آمنے سامنے کھڑے تھے،

پیچھے کھڑی گاڑی کا ایک درواز ا کھلا تھا، کو شاید اسی نے کھولا تھا، اور گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی جل رہی تھی،

اور وہ دونوں باہر کھڑے کسی بات پر بحث میں مبتلا تھے جب اچانک سے سامنے والے شخص نے بندوق چلا دی،

گولی جسکو لگی تھی وہ تر ہوتی زمین پر ڈھس گیا،

وہ نشے کی حالت میں تھا، کار میں بیٹھے کمر عمر بچے نے جب دیکھا کہ اسکا باپ زمین پر گر پڑا ہے تو ننھے ہاتھوں سے

گاڑی کا درواز ا کھول کر باہر نکل آیا،

وہ آدمی گھبرا گیا، اس بچے کو دیکھ کر، اسکے ہاتھ پاؤں میں ارتعاش پیدا ہوا،

آنکھوں کے پپوٹے سرخ ہونے لگے،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

”بابا!!“ روتا ہوا بچہ اپنا مرے ہوئے باپ کو پکارنے لگا،

وہ کبھی اسکے گال پر ہاتھ لگاتا کبھی گولی کے نشان پر،

اس شرابی نے بندوق اس معصوم بچے پر تان لی، یقیناً وہ اسکے لیے پریشانی کا باعث بنتا،

کیونکہ وہ اتنا چھوٹا بھی نہیں تھا کہ اپنے باپ کے قاتل کا نام نہ بتا سکے،

یک دم گولی چلی،

اور سامنے کھڑا شخص جونشے کی حالت میں دھت تھا گر گیا،

اور یہ گولی یماش پاشا کی طرف سے چلائی گئی تھی،

وہ اس طوفانی برسات میں اس علی کے سامنے کھڑا تھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا اپنے باپ کے لاشے پر گریہ کر رہا تھا،

”تم رو نہیں سکتے“ !!

”پکڑو اسے“

یماش پاشا نے بازو سے اسے جارحانہ انداز میں پکڑا، اور زمین سے اٹھا کر اس دوسرے آدمی کے پاس لے آیا،

جس کو یماش پاشا نے مارا تھا،

اسنے چھوٹے بچے کے ہاتھ میں بندوق پکڑائی،

READERS CHOICE

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"اس نے تمہارے باپ کو مارا ہے یہ رہی بندوق چلاؤ اس پر گولی، تاکہ بڑے ہو کر تم میرے سر نہ آؤ کے باپ کا انتقام ادھورا رہ گیا!"

اسنے زبردستی اس روتے ہوئے بچے کے ننھے ہاتھوں میں بندوق پکڑائی، اور ٹریگ رد بایا، بندوق سے گولی برق رفتاری سے نکلی، اور نعش میں جا لگی، جو اس شرابی کی تھی، "تم علی نہیں ہو! تم سیم بنو گے!! میں تمہیں اپنے بھائی کی طرح کمزور اور بے بس نہیں بناؤ گا جو ایک عورت سے شکست کھا گیا،" اس نے علی کو گود میں اٹھایا،

اور اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھادیا، میاش پاشا کی آنکھوں میں ہیبت و جنون تھا، جو اسکے اندر کا انسان مار چکا تھا،

اب میاش پاشا سوائے ایک مٹی کے پتلے کے کچھ نہیں تھے،

جو احساسات اور جذبات سے عاری تھا،

میاش پاشا نے سفیان کی لاش کا ندھے پر ڈالی، میاش پاشا کو لگا اسکے کا ندھے ٹوٹ گئے ہیں،

اسے یہ دنیا کا عظیم بوجھ لگا،

میاش پاشا رو ناچا ہوتا تھا مگر اسنے اپنے آنسو روک لیے، اب جو بچی کچی رحمہاں تھی،

وہ سفیان کے ساتھ ہی مٹی تلے دب گئی،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"اس نے اپنے باپ کے مرنے پر پہلی بار بندوق اٹھائی تھی المیرا، وہ جن ہاتھوں میں پلا بڑھا وہ ایک پتھر دل انسان تھا! مگر میرا علی پتھر دل نہیں ہے، اسکی پرورش میں کچھ سال میں نے بھی لگائے تھے، اگر ایسا ہوتا تو وہ اس زخمی چڑیا کو کبھی اپنے گھر نہ رکھتا" خالد بے کی آنکھیں پھر بھینگے لگیں، مگر المیرا منجمند ہوئے ان کی بات سن رہی تھی،

اسکا آغاز یہ تھا !

وہ کچھ دیر ہاتھوں میں سر گرائے روتے گئے،

اور المیرا خاموش رہی،

وہ یقیناً الجھ چکی تھی،

وہ علی کو یوں کھونا نہیں چاہتی تھی،

"مجھے علی کے پاس جانا ہے!" اسنے جیسے دوسری بات کہی تو خالد بے کے چہرے پر ایک ساتھ کئی بل پڑے پھر گزرے،

"اپ مجھے لے کر جائیں گے نہ؟" اسنے سپاٹ انداز

اپنایا، کوئی اسکے لب و لہجے سے یہ معلوم نہیں کر سکتا تھا اس کے اندر کیا چل رہا ہے،

"المیرا!!!" وہ خالی نظروں سے اسکا چہرہ دیکھنے لگے،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

"ٹھیک اگر آپ نہیں کر سکتے تو میں خود ہی چلی جاؤنگی!" وہ کہتی جانے کے لیے کھڑی ہوئی، وہ اس عزم سے کھڑی ہوئی تھی جیسے کوئی بھی تیز ہوا اس کے قدم نہیں اکھاڑ سکتی تھی، المیرا نے اپنا پرس ٹیبل سے اٹھایا، اور ان کے سامنے سے چلی گئی،

خالد بے نے آنکھوں سے او جھل ہو جانے تک اسے دیکھا،

پھر تاسف سے تنفس بھرا !!

اور گردن جھٹک دی،

[illegible]

وہ بو جھل قدموں سے چل رہی تھی، وہ اس دکان کے پاس سے گزری جہاں سے علی نے اسکے لیے سرخ گلاب خریدے تھے،

وہ اسکی چھوٹی سے چھوٹی چیز کا ایسے دھیان رکھتا تھا، جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا ہو جو راسی بے احتیاطی سے ٹوٹ جائے گی،

المیرا کبھی سوچ نہیں سکتی تھی کہ اسکے نصیب میں اتنا بہترین ساتھ بھی لکھا تھا،

اسے یاد تھا ایک دن وہ دونوں باہر کھانا کھانے کی غرض سے نکلے تھے،

اور المیرا کی انگھوٹی گم ہو گئی تھی،

تو علی نے اس کے لیے تین چکر کاٹے تھے تاکہ وہ اس کی گئی ہوئی انگھوٹی ڈھونڈ سکے،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

وہ اسکی ہر خواہش کا یو نہی خیال رکھتا تھا،

اور ایک وہی تھا جو اسکی بے تکی باتیں بھی پر شوق انداز میں سنتا،

اور کبھی بھی بیزاری محسوس نہیں کرواتا،

اسے دنیا کی اہم ترین چیزوں میں المیرا کی گفتگو آج بھی پہلے نمبر پر تھی،

ایک ایک لمحہ المیرا کی آنکھوں میں۔ گھوما،

اسے یاد تھا جب المیرا اس سے خفا ہوئی تھی، المیرا نے غصے میں کہہ دیا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ!

اور اسنے ساری رات یو نہی گیٹ باہر گزار دی تھی،

اسنے ماضی کی۔ ساری کسر پوری کر دی تھی،

جو محرومیاں اسنے اپنی اس زندگی میں دیکھی تھی،

یہ چھ مہینے اسکی زندگی کے بہترین لمحے تھے

یابہ کہا جائے اس نے زندگی ان چھ مہینوں میں جی تھی،

علی کے ساتھ،

اسے لگا کہ اسکے درد کا مرہم اللہ نے علی کے صورت میں دیا ہے، جو دکھو کے گہرے کالے اندھیروں میں اسے خود

میں سمولیتا ہے،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

اور دن کے خوبصورت اجالے میں اسکے پیچھے چلتا ہے،
المیرا رو نہیں رہی تھی، اسکے زہن میں علی کے وہ سارے قصے کھلنے لگے، جس کے چلتے المیرا کو علی سے محبت ہوئی
تھی،

اسلام علیکم!

ہمارے ادر گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان
کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان
کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

<https://ezreaderschoice.com> آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی
ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

"کاش علی تم ایسے نہ ہوتے!" اسکی زبان پر یہ کاش لفظ ہر گز سوٹ نہیں کر رہا تھا،

"کہاں جا رہی ہو؟"

علین نے جھٹ سے اسکا راستہ کاٹا کسی کالی بلی کی طرح،

اسکے قدموں کو بریک لگی،

"میرا راستہ چھوڑو!!" اسنے سائڈ سے نکل جانا چاہا، نا جانے اتنے مہینے بعد اس پر کونسا بھوت سوار ہوا تھا جو المیرا کے

راستے میں آگئی،

علین نے بازوؤں سے دبوچتے ہوئے اسے اپنے سامنے کیا،

"تم یہ سمجھتی ہو کہ سیم کو حاصل کر لو گی؟"

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

"مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیے تھا تمہارے تیور دیکھ کر کہ تم کس کی شے پر اتنا اچھل رہی تھی" وہ بازوؤں کو لپیٹتے ہوئے تلخ لہجے میں گویا ہوئی،
المیر اکا کوئی موڈ نہیں تھا،

کہ وہ اس سے بحث زرا سی بھی کرے،

"مجھے تمہارے منہ لگنے کا ہر گز شوق نہیں ہے بہتر ہو گا میرا راستہ نہ رو کو!" المیر نے ضبط کی انتہا کو چھوتے ہوئے تیوری چڑھائے کہا،

علین نے ستائشی انداز میں بھونیں اچکائی،

"تم ہو کون؟! ایک سادہ سے نقوش کی کمتر لڑکی، تم میں ہے کیا ایسا! گھٹیا ملک سے تعلق رکھنے والی! جس کے لوگ جہاں جاتے ہیں صرف گندگی پھیلاتے ہیں، ٹیرسٹ! وحشی!" وہ اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتی اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے، اسکے انداز میں کافی حقارت تھی، المیر نے دانت پر دانت جمائے،

اور ایک سخت نظر اس پر گھمائی،

اور اسکے جبرے کو پکڑتی دیوار سے لگا گئی،

"آئندہ مجھ سے دور رہنا سمجھی!! ورنہ ایسا حشر کرونگی کہ زندگی بھر یاد رکھو گی پاکستانی کیا چیز کا نام ہے!" اس نے تیز لہجے میں تنبیہ کی،

اس علین کو اس بار المیر نے خاصا درست کیا،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

بے وجہ اسکے راستے میں حائل ہوئی تھی، وہ کبھی ایسا برتاؤ نہ کرتی، مگر وہ ابھی اپنی اس زہنی کیفیت میں تھی کہ اسکے منہ سے نکلنے والی باتیں المیرا کو جنون کی حد تک غصہ دلا گئی،

"تم !!!" وہ بھی اشتعال انگیزی کی عالم میں بولی مگر المیرا نے اسکی بات بچ میں کاٹ دی،

"میرے شوہر کے قریب بھی دکھی تم تو یہ صورت دیکھنے لائق نہیں رہے گی، سمجھی!" اسنے آخری جملہ کہا اور اسکی سنہ بغیر ہی چلی گئی،

وہ پیچھے سے بہت کچھ بولتی رہی مگر المیرا کو پروہ کب تھی؟

A decorative horizontal line consisting of a series of black dots. The line is divided into sections by groups of arrowheads pointing to the left. The background features a row of colored circles in shades of purple, pink, yellow, and blue.

میدیات میں ابھی موسم ٹھنڈا تھا، سلیم کی طبیعت بہتر تھی پہلے سے،
قہرمان اور علی جب میدیات کی حویلی میں آئے،
علی کے ساتھ وہ چھوٹی بچی بھی تھی،

"اماں بی! اسکا خیال رکھیں" اسنے نیچی کو گود سے اتار کر وہاں موجود ایک بوڑھی ملازمہ کے حوالے کیا،

"علی ہمیں جلد از جلد نانی کے گھر جانا ہوگا!" قھرمان نے علی سے کہا وہ ابھی اس وقت کھلے سے صحن میں موجود

تھے،

اور علی سامنے لگی ہری بھری بیلوں کو دیکھ رہا تھا، جن میں سفید پھول لگے ہوئے تھے،
جو ایر سیڑھیوں تک جا رہی تھیں،

"ہم آج رات ہی گاؤں کے لیے نکلیں گے!" اس نے دھیمی سی گردن ہلاتے ہوئے کہا،
 "وہ عورت کون تھی اس کا پتہ نانی کے علاوہ کوئی نہیں بتا سکتا!" قھرمان نے آگے بات جوڑی
 "بھائی آپ اس کے پاس جائیں میں سلیم کا حال دیکھ آتا ہوں!" علی کہتا اوپر کی طرف بڑھ گیا،
 جبکہ قھرمان نے اس کی پشت تکی،

ہاشم کے بارے میں وہ کیسے بتائے گا علی کو؟
ہاشم کا بتائے گا تو اسکی۔ ماں سے لیکر ماموں تک سب کاراز اسے بتانا ہوگا،
اسنے گہری سانس بھری، اور اپنی نظریں وہاں سے ہٹالی،
"قہرمان کا فون بجا، معظم کی کال تھی، اسنے کان سے لگائی، اور آگے بڑھ گیا،

علی دروازہ کھٹکھٹائے بغیر ہی اندر داخل ہوا، کمرہ خالی تھا، شانزے ہسپتال میں تھی،
ایک ضروری آپریشن آیا تھا،
جو اسے کرنا تھا،

اس لیے اور ملازمہ سے کہہ کر گئی تھی وہ جلد ہی آئے گی،
سلیم مشینوں میں جکڑا ہوا نہیں بستر پر لیٹا ہوا تھا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

آنکھیں موندے،

علی بو جھل قدموں سے چلتا اسکے قریب آگیا،

اور بستر کے ساتھ رکھی کرسی پر براجمان ہوا،

"سلیم! اسنے سلیم کو مخاطب کیا،

سلیم۔ کی آنکھوں میں حرکت ہوئی جیسے وہ اسکی بات سن سکتا تھا،

علی نے سلیم کی باتوں کو شدت سے یاد کیا،

اسکا سارا وقت سلیم کے ساتھ کی گزرتا تھا،

وہی اسکے ہر کانڈ میں شامل ہوتا،

اور آج وہ اس حالت میں بستر پر گرا ہے

"سلیم کاش میں تمہیں جانے ہی نہیں دیتا، "

"مگر میں تم سے وعدہ کرتا ہوں وہ بھی زندہ نہیں رہیں گے جنہوں نے تمہارا یہ حال کیا ہے !!"

علی نے استحکام لہجہ اپناتے ہوئے سلیم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا،

یہ زندگیوں میں موجود کاش! کتنی تکلیف دہ ہوتے ہیں،

اور ایک ایسا کاش علی کی زندگی میں بھی تھا،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

یو لگتا جیسے وقت تیزی سے کٹ گیا ہو اور سلیم بوڑھا ہو گیا،

اسکا چاک وچو بند چہرہ مر جھا گیا،

اسکی ہنسی خاموشی میں بدل گئی،

آنکھوں کے نیچے سیاہ گہرے ہلکے پڑ گئے،

اگر کوئی سلیم کو دیکھے تو اسے یقین نہیں آتا کہ وہی سلیم ہے جو زندگی سے بھرپور تھا،

اسکی یہ حالت کرنے میں بہت سے لوگ تھے،

بے وجہ کی سزا بھگتنے والوں میں سلیم بھی سرے فہرست تھا،

اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلا،

سلیم نے دھیمے سے آنکھیں کھولیں،

"علی!" اسنے آکسیجن ماسک کو ہٹانے کا کہا،

اور نہایت مردار آواز میں کہا،

اسکی۔ آنکھوں کے کنارے پر اب بھی ایک آنسو تھا،

جو بہت عجیب سا تھا،

"سلیم!!" علی کے جسم میں کرنٹ سادوڑ گیا وہ بالکل سیدھا ہو کر بیٹھا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

سلیم نے آکسیجن ماسک ہٹانے کی کوشش کی،

مگر علی نے اسکی یہ کوشش مسترد کر دی،

"سلیم تمہیں اسکی ضرورت ہے" اسنے سلیم کو سکون سے لیٹے رہنے کا کہا،

مگر سلیم جیسے کچھ بتانا چاہتا تھا اسے،

اسنے پھر بھی ماسک اتارا،

"علی!" اسنے دھیمی آواز میں دوبارہ پکارا،

"سلیم ایسے نہ کرو!" علی نے تاسف سے اسے دیکھا،

"علی اسے بچالو!" تیز ہوتے تنفس کے ساتھ سلیم نے کہا،

"سلیم تم خاموش رہو!! اور لیٹے رہو!" اسنے ماسک سلیم کے منہ کی جانب کرنے کی کوشش کی مگر سلیم نے اسکا

ہاتھ پکڑ لیا،

"بابا مار دیں گے اسے بھی!" اسنے گہرا سانس لیا،

اسکی بڑی سی آنکھیں باہر کو آرہی تھی،

"وہ سب کو مار دیں گے!" وہ ہانپنے لگا جیسے بہت لمبی دوڑ چل کر آیا ہو،

علی سلیم کی بگڑتی حالت دیکھ جھپٹا گیا،

تمہارے ہیں لائبہ سمیع

اور آکسیجن ماسک اسکے چہرے پر لگایا،

"سلیم!!" علی کو لگا اسکے پاؤں سے جان نکل رہی ہے،

"علی وہ مار دیں گے!!" وہ بڑبڑا رہا تھا،

مگر علی باہر کی طرف بھاگا،

"شانزے"!!!

"شانزے"!!

وہ بری طریقے سے شانزے کو بلارہا تھا، وہ جو ابھی لکڑی کے دروازے سے اندر داخل ہوئی، سیڑھیوں کے اپری

حصے کی طرف کھڑے علی کو پوچھنے دیکھ

گھبرا اٹھی،

اور مضطرب چہرے سے اپر کی جانب بھاگی،

اسنے ایک ساتھ دو تین سیڑھیوں کو پھلانگ لیا، حتیٰ کہ وہ گر جاتی اگر علی اسے نہ پکڑتا،

"شانزے سلیم۔۔۔" وہ اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اندر کی طرف بھاگی،۔۔ سلیم ابھی بھی اسی حالت میں

تھا،

"وہ جھٹ سے اسکے پاس آئی،

تمہارے ہیں لائبریری سمیع

اور ایک انجیکشن اسے لگایا،
اسکی دھڑکن بہت تیز تھی،

